Title — HINDU TYOHAARON KI ASLIYAT AUR UNKI GEOGRAPHIYAYEE KAIFIYAT.

Author — Munshi Ram Prashad Sb.

Publisher — Mufeed Aam Press (Lahore)

Date —

Pages — 128

Subjects —

ہندو تیوہاروں کی اصلیت
اور
اُن کی جغرافیائی کیفیت

جس میں

منطقہ حارہ کی حالت، ریگستان کی صورت، بکرمی فصلی - ہجری اور عیسوی سنوں کی ضرورت، دُعا کی قوت اور خدا کی عجیب حکمت کا اظہار کرکے ہندوؤں کا زبردست اخلاقی اور تمدّنی انتظام بیان کیا گیا ہے - اور ہندو تیوہاروں کی ضرورت کو ثابت کیا گیا ہے ÷

مصنّفہ
منشی رام پرشاد صاحب بی - اے
ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گونڈہ
مصنف ابتدائی تعلیم کی رام کہانی - نئی تعلیم کا آئینہ سو برس کی زندگی - وہ جاندار جو نظر نہیں آتے
وغیرہ وغیرہ

[illegible] صفحہ [illegible] تقطیع [illegible] قیمت فی جلد ۹ر

خوبی پیروان مذہب کی عملیات پر منحصر ہے اور حسن عمل کا
ثبوت اسی مذہب کے طریقۂ عبادت اور اوقات عبادت
اور مواقع عبادت سے ملتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس
کے یہ معنی ہوئے کہ تیوہاروں ہی کی عظمت سے کسی قوم کے
حسن عمل کی صحیح اور اصلی تصویر ہمیں ملتی ہے۔ ان تیوہاروں
کو مصلحانِ قوم نے اپنی غیر معمولی علمیت کی مدد سے اور اپنی
وسیع قوت مشاہدہ سے کام لے کر خاص فوائد و مصالح اور
سہولتوں کا خیال و لحاظ کر کے قائم کیا تھا۔ اور اس میں
کوئی شبہہ نہیں کہ اگر ان کے منانے والے ان فوائد کو مد
نظر رکھتے تو بہت کچھ بیکار باتیں جو امتداد زمانہ اختلاف طبائع
ضروریات وقت اور علوم ماضیہ کی بے خبری سے رائج ہو
گئی ہیں خارج ہو جاتیں اور پھر زمانہ موجودہ میں انہیں
فوائد و مصالح سے مستفید ہونا ناممکن نہ تھا۔ مگر ہم دیکھتے
ہیں کہ بدقسمتی سے ہندو تیوہار اور رسومات مذہبی بھی زمانہ
کے دست تظلم سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ اسی لئے اس وقت
میں اس قسم کے رسالہ کی تصنیف کی بڑی ضرورت تھی
جسے لائق مصنف نے محسوس کیا۔ اس طرز کی اردو زبان میں
پہلی کتاب ہے۔ اس میں ان تیوہاروں کا اور جن بزرگان
دین اور اوتاروں سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے مختصر
حالات اور تیوہاروں سے ان کے مذہبی لگاؤ کو نہایت
دلچسپ طریقہ سے بہت ہی عام فہم اردو میں بیان کیا
گیا ہے۔ رسالہ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ان تیوہاروں کو ان
کی حقیقت کے مطابق مناتے ہیں نہ صرف ندرج

مذہب زندہ تازہ اور مستحکم ہوتی ہے بلکہ یہ کہ ترقی کسب مال اور ممد حسن معاشرت اور معین تہذیب و تمدن بھی ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب نہ صرف نوجوان ہندو طلباء کے لئے بلکہ ہر مذہب و ملت کے ذی علم حضرات اہل فہم کے واسطے خالی از نفع نہیں ٭

ایک اور نفع بھی ہے جو ہم کو اس رسالہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ہندوستان بظاہر دو بڑی بڑی ضد الاصول مختلف الخیال قوموں یعنی ہندو مسلم سے آباد ہے جن کے متعلق بدقسمتی سے یہ غلط فہمی پیدا کر دی گئی ہے۔ کہ باوجود جد و جہد مسلمان قوم اتفاق و یگانگی ناممکن ہے۔ مصنف رسالہ نے نہایت خوبی سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندو دھرم اور اسلام ایک ہی اصول پر قائم کئے گئے ہیں۔ اور اگر فروعی خیالات نزاعی اور غلط فہمیوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور اصول فلسفہ عملی پر نگاہ رکھی جائے تو شاید اتفاق ملکی ناممکن نہیں۔ اس نکتہ خیال سے یہ رسالہ ہر مذہب و ملت کے قدر دان علم کے لئے [illegible] اور واقفیت بخش ہے۔ کتاب کی انوکھی نوعیت [illegible] پر اسے لندن میوزیم کے عظیم الشان کتب خانہ میں بھی جگہ ملی ہے جو کتاب کی قدر و قیمت کا ثبوت ہیں ہے۔
(روزانہ ہمدرد دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۷ کالم ۲)

(۴) مسٹر محمد حبیب بیرسٹر ایٹ لا ممبر لیجسلیٹو اسمبلی ایڈیٹر ہمعصر آگرہ)

آپ کی کتاب بیشک ہمدرد ریویو کے قابل ہے۔ مجھ کو ہندو تھیو[illegible]

(۱۳ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء)

(۸) ڈاکٹر ایس ایس نہرو کلکٹر و مجسٹریٹ ہمیرپور

آپ کا رسالہ نہایت دلکش ہے۔ اس کو پڑھ کر مجھ کو نہ صرف خوشی حاصل ہوئی بلکہ فائدہ ہوا طلباء کے لئے یہ رسالہ بہت کارآمد ہوگا۔ اور مجھ کو اس امر کی مسرت ہے کہ یہ کتاب تینوں صوبوں میں منظور ہوئی ہے۔ (۲۹ و ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء)

۹ لیڈر دا ڈیٹر مسٹر سی وائی چنتامنی سابق وزیر تعلیم ممالک متحدہ

یہ کتاب دلچسپ بے نظیر اور شاید اپنے ڈھنگ کی ایک ہی کتاب ہے۔ اس میں ہندو برت اور تہواروں کی اصلیت اور ہندوستان کے لئے ان کی خاص ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے۔ مصنف فارسی کے زبردست عالم ہیں۔ اور اپنی کثیر تصنیفات اردو کے باعث بہت مشہور ہیں۔ اس کتاب میں بہت آسان اور تسلی بخش طرز سے برت و تہواروں کی ضرورت سائنٹیفک طور پر ثابت کی ہے۔ اور بہت سے پیچیدہ مسائل پر روشنی ڈال کر ہجری عیسوی اور بکرمی سن پر بحث کی ہے۔ اور سلسلہ وار تہواروں کی ضرورت اور تعلقات کو ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب اُن ناظرین کے واسطے خاص طور پر مفید ہے جو ہندو مذہب کو فضول مضحکہ آمیز تہواروں کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس میں غور و خوض کے واسطے بہت مسالا موجود ہے یہاں تک کہ نہایت بعید تہوار پتھر چوتھ کی ضرورت کو بھی ثابت کیا گیا ہے

جس میں رات کو پتھر پھینک کر ہمسایوں کو دق کیا جاتا ہے۔ لیکن مصنف نے اس امر کو قبول کر لیا ہے کہ بہت عرصہ گذر جانے کے باعث اور پرانی رسمیات کی ناواقفیت کے سبب سے تیوہاروں میں بہت خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں حالانکہ کسی وقت وہ نکتہ چینی سے بالا تر تھے۔

(۱۰ اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۸ کالم ۴)

(۱۰) معارف (دار المصنفین) اعظم گڈھ

منشی رام پرشاد صاحب بی۔ اے علی گڈھ کالج کے اس وقت کے طالب علم ہیں جبکہ مولانا شبلی وہاں فارسی کے استاد تھے۔ منشی صاحب نے مرحوم ہی سے فارسی پڑھی تھی۔ یہ کتاب ہندو تیوہاروں کے متعلق ہے۔ اس میں تمام عالم کی عموماً اور ہندوستان کی خصوصاً جغرافی حالت بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور مختلف تیوہاروں کا جغرافی حالات سے اشتراک اور ان کی رسوم وغیرہ بتائی گئی ہیں۔ مصنف کا دعوی ہے کہ اس مضمون کے لکھنے میں مجھے کسی کتاب سے مدد نہیں ملی یا اینہمہ تیوہاروں کے متعلق معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے بے حد مفید و دلچسپ ہے۔ طریقہ بیان بھی اچھا ہے ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ (نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۳۹۹)

(۱۱) زمانہ کانپور

اس کتاب میں نہایت خوبی کے ساتھ ہندو تیوہاروں کی فلسفانہ تحقیقات کی ہے اور جغرافیائی حالات کو مد نظر رکھ کر تیوہاروں پر روشنی ڈالی ہے۔ بعض بعض مسائل میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا ذکر آگیا ہے۔ لیکن فاضل مصنف کی حق پسندی میں کہیں بھی

تنگدلی کی جھلک نظر نہیں آتی - اس کتاب کا مطالعہ دوسرے مذہب والوں کے لئے عموماً اور ہندوؤں کے خصوصاً بہت مفید ہے - زبان و بیان کے لحاظ سے بھی یہ کتاب پسندیدہ ہے - کاغذ نفیس کتابت و طباعت عمدہ (اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۸۲)

(۱۳) "اردو" (انجمن ترقی اردو اورنگ آباد) | منشی رام پرشاد صاحب بی اے

ایک قابل تعلیم یافتہ اور بہت بڑے مولف ہیں - وہ سب لاگ - بے تعصب - صلح کل بزرگ ہیں - اور وسیع صوفیانہ مشرب رکھتے ہیں - انہوں نے اکثر ایسی ہی کتابیں لکھی ہیں جن سے اہل وطن کو علمی اور اخلاقی فائدہ پہنچنے کی توقع ہے ان کی تین کتابیں "ابتدائی تعلیم کی رام کہانی" "ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور ان کی جغرافیائی کیفیت" اور "وہ جاندار جو نظر نہیں آتے" خاص تعلیمی حیثیت رکھتی ہیں اور قابل مصنف نے اسی غرض سے لکھی ہیں - "ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور ان کی جغرافیائی کیفیت" بہت ضروری کتاب ہے - کس قدر افسوس کی بات ہے - کہ ہندو مسلمان صدہا سال سے ایک ہی جگہ رہتے سہتے ہیں - مگر ایک دوسرے کے رسم و رواج اور مذہبی اعتقادات و حالات سے ناواقف ہیں - منشی صاحب نے یہ بہت اچھا کام کیا کہ اس چھوٹی سی کتاب میں تمام ہندو تیوہاروں کا مختصر طور پر ذکر کر دیا ہے اور ہر تیوہار کے ساتھ اس کا شان نزول اور اس کی حکمت بھی بیان کر دی ہے - کتاب بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہے - یہ ہندوؤں اور غیر ہندوؤں دونوں کے لئے مفید ہے -

(جولائی ۱۹۲۵ء صفحات ۵۲ و ۵۳) +

(۱۴) اودھ اخبار لکھنؤ | اس کتاب میں ہندوؤں کے تمام چھوٹے بڑے تیوہاروں اور میلوں کی وجہ تسمیہ تاریخی اور تفسیر روایات کے متعلق وسیع معلومات کو بہت ہی مختصر اور پرمعنی عبارت میں لکھا ہے۔ مصنف نے معقول دلائل سے ہندوؤں کے تیوہاروں کو وبائی امراض سے بچنے۔ فصلوں میں کامیابی حاصل کرنے اور جنگ و جدل میں فتحیاب ہونے کا ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہندوستان کے جغرافیہ اور تاریخ سے میلوں اور تیوہاروں کے تعلقات کو سمجھایا ہے۔ ساتھ ہی ہندوؤں کے دیوتاؤں کے مختصر حالات ان کے متعلق چند روایات، بکرمی اور فصلی سنہ کی وجوہ۔ تیوہاروں کے مختلف رسوم کے اسباب اور ہندو تیوہاروں سے مسلمانوں کے تعلقات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا ہے۔ یہ کتاب ہندوؤں کے لئے تو ضروری اور مفید ہی ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں دیگر اہل وطن اصحاب کے لئے قابل دید ہے۔ جو ہندوؤں کے مذہب سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں ہمکو بغور پڑھنے سے ہندو مذہب کے اخلاقی۔ تمدنی۔ اقتصادی اور سیاسی پہلو روشنی میں آجاتے ہیں۔ کتاب کی قیمت کسی طرح زیادہ نہیں ہے۔ (۱۵ نومبر ۱۹۲۵ء صفحات ۹ و ۱۰) +

(۱۵) پیسہ اخبار لاہور | اس کتاب میں ہندو تیوہاروں کے ظہور میں آنے کے اسباب بتلائے ہیں اور ہندوؤں کے اخلاقی اور تمدنی انتظام کی کیفیت بتلائی ہے

جو لوگ ہندو سوشل حالت اور اُن کے مذہبی معتقدات کا ذکر مختصر پیرایہ میں مع ہندو تیوہاروں کی فلاسفی کے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس رسالہ کو دلچسپ پائینگے۔ (۲۶ فروری سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۷ کالم ۲)

(۱۵) مسلم یونیورسٹی ایجوکیشنل کانفرنس گزٹ علی گڑھ زیر نگرانی نواب صدر یار جنگ بہادر

یہ دلچسپ رسالہ منشی برہما پرشاد صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول گونڈہ کی جدید تالیف ہے۔ سال کے ہر موسم میں ہندوؤں کے جو جدید تیوہار ہوتے ہیں۔ ان کے وجوہ و اسباب نہایت دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے نہ صرف معلومات میں مفید اضافہ ہوتا ہے بلکہ ہندوؤں کے تمدن اور اُن کے نظام معاشرت کے متعلق بھی بہت سے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کے پڑھنے میں افسانہ سے زیادہ لطف آتا ہے۔ رسالہ عمدہ سفید کاغذ پر بہت صاف چھپا ہے۔ (جون سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۵۵)

(۱۶) اخبار عام لاہور

یہ اپنے طرز کی بالکل نئی تصنیف ہے۔ جسے قابل مصنف نے نہایت اور جانفشانی کے بعد شائع کیا ہے۔ ہر ہندو کے مطالعہ کی چیز ہے ہے۔ اس کتاب میں خاص طور پر چند دیوتاؤں کے مختصر حالات تیوہاروں کا باعث تیوہاروں کے بنیادی اصول تیوہاروں کی تقسیم وغیرہ وغیرہ امور پر بوضاحت روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے اس کی دلچسپیوں میں

ایک گونہ نمایاں اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم اس قابل قدر کتاب کے مطالعہ کے لئے ہر ہندو سے بزور سفارش کرتے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے ہندو تیوہاروں کی وجہ تسمیہ اور کیفیت متعلقہ کامل طور پر سامنے آ جاتی ہے۔ (۵ ستمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۹ کالم ۲) ÷

(۱۷) رہنمائے تعلیم لاہور — کتاب کا نام ہی اس کی خوبی اور عمدگی کی دلیل ہے۔ تیوہاروں کی وجہ اور اصلیت بہت دنوں سے محو ہو رہی ہے۔ اس لئے کتاب کی موجودگی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اوتاروں کا مختصر حال اور تیوہاروں سے ان کی وابستگی نہایت دلچسپی کو لئے ہے۔ مزید براں جغرافیائی کیفیت مختلف سنتوں کی ضرورت وغیرہ ازبس واقفیت بخش ہیں۔ ہندو اصحاب کے لئے خصوصاً اور تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے عموماً کتاب کا مطالعہ بہت مفید رہیگا۔ (نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۲۵) ÷

(۱۸) اخبار تعلیم لاہور — اس کتاب میں ہندو تیوہاروں کو ہندوستان کے جغرافیائی حالات کے مطابق کر کے دکھایا ہے۔ کہ یہ تیوہار کس طرح پیدا ہوئے اور ان کی کیا ضرورت تھی۔ تیوہاروں کے فلسفہ کے بارہ میں یہ مختصر رسالہ قابل دید ہے (۲۷ ستمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ کالم ۲)

(۱۹) مادھری (ہندی لکھنؤ) مصنف نے اس مختصر رسالہ میں بہت سے واقفیت کے قابل امور جمع کر دئے ہیں منشی صاحب نے اس کتاب میں بہت سی باتیں ایسی بھی لکھی ہیں جن سے ان کے بہت مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس

کی زبان بہت پاکیزہ اُردو ہے۔ لیکن آسان ہے مشکل نہیں
(۲۰ جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۱۹ کالم ۱)

(۳۰) بھرمر (ہندی) بریلی | ہندو تیوہاروں کے بارہ میں اکثر ہندوؤں کے خیالات

شک وشبہہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایک جانب جدید تعلیم یافتہ ان کو کورا ڈھکوسلا سمجھتے ہیں۔ دوسری جانب غیر تعلیم یافتہ بلا سمجھے بوجھے لکیر کے فقیر ہو رہے ہیں۔ تیوہاروں کی اصلیت اہمیت اور شان نزول سے دونوں محض ناواقف ہیں اس حالت میں یہ کتاب ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اس میں ہر تیوہار کا عقلی اور روحانی سبب دکھایا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ مسلمان اور انگریزی تیوہاروں سے اُن کی مطابقت بھی کی گئی ہے۔ کتاب کا ایک بار غور مطالعہ کرنے سے دل کو یقین ہو جاتا ہے کہ ہندو تیوہار خراب رواج اور فضول رسمیات کا مجموعہ ہونے کے بجائے قدیمی آریہ تہذیب کا قدرتی نتیجہ ہیں۔ ہر ہندو کا فرض ہے کہ ان کی اصلیت سے واقف ہو اور ظاہری صورت کے بجائے ان کی اصلی حالت پر زیادہ غور کرے۔ اگر اگلے اڈیشن میں ہر تیوہار اور برت کی کہانیاں بھی شامل کی جائیں تو کتاب زیادہ دلچسپ اور مفید ثابت ہوگی۔ (۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۰) جدید اڈیشن میں کہانیاں شامل کر دی گئی ہیں (مصنف)

(۳۱) جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم ممالک متوسط ناگپور | ہندو تیوہاروں کی اصلیت مصنفہ

منشی رام پرشاد ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گونڈہ اردو مڈل ہائی اور نارمل اسکولوں کے کتب خانجات کے واسطے منظور کی گئی (سرکلر نمبر ۹۳۴۹ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۴ء) ۱۰

(۳۲) ٹیکسٹ بک کمیٹی ممالک متحدہ | ہندو تیوہاروں کی اصلیت کی تیری

مدارس کے کتب خانجات کے واسطے سفارش کی جاتی ہے۔ (رویداد کمیٹی مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳۰) ÷

(۳۳) پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی لاہور | ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور

ان کی جغرافیائی کیفیت پنجاب کے دیسی اور انگریزی مدارس کے کتب خانجات کے واسطے منظور کی جاتی ہے۔ (چٹھی نمبر ۲۴۴۲ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۵ء و سرکلر نمبر ۹ سیریل ۱۱۹۵۹ ب مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء از دفتر ڈائرکٹر صاحب بہادر)

(۳۴) مولانا محمد محفوظ الرحمن صاحب ناظم انجمن تبلیغ الاسلام نگرام ضلع لکھنؤ | مکرمی منشی رام پرشاد صاحب تسلیم ۔ آپ کی کتاب

ہندو تیوہاروں کی اصلیت پہنچی ماشاء اللہ آپ نے نہایت محنت فرمائی ہے ملک کو ایسی تصنیفات کی اشد ضرورت ہے۔ کاش وہ لوگ جو اپنی تحریروں اور تقریروں کے دلخراش جملوں سے ہندو مسلم کے درمیان خلیج منافرت کو بڑھا رہے ہیں آپ کی تقلید کرتے ہیں ایک تبلیغی انجمن کا ناظم ہوتے ہوئے اس کو بلا پس و پیش مانتا ہوں کہ ہندو مذہب اپنے اندر جذبات انسانی کی تربیت کر سکتا ہو سکے

خدا سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنے والا ہے۔ میرے دل میں گذشتہ ہندوستان کی عظمت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر مبلغین ادیان آپ کی روش اختیار کریں تو ہندوستان میں مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جاوے۔ میرے نزدیک باوجود ایک ہزار سال کی ہمسائگی کے اب تک ہندو مسلم مذہبی حیثیت سے ایک دوسرے سے قطعًا ناآشنا ہیں اور یہی سبب نزاع ہے۔ میرے نزدیک ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر اور سبیل نہیں کہ ایک دوسرے کے مذاہب سے آگاہی حاصل کرانے کا موقع بہم پہنچایا جاوے۔ کیونکہ ہندوستان ایشیا میں ہے جو مذاہب کا گہوارہ ہے۔ بہر حال آپ کامیاب مصنف ہیں جن کی مبارکباد آپ کو دینا نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی فرض ہے۔ امید ہے کارہ لائقہ سے یاد فرماتے رہئیے۔ فقط۔ (یکم دسمبر ۱۹۲۵ء مہر انجمن تبلیغ الاسلام ہے)

بکمال صمیم ہدیہ تہنیت اس بڑی کامیابی پہ پیشکش	(۳۵) مولانا سید ابوالحسن صاحب منشی فاضل بہرائچ

ہے۔ جو کتاب ہندو تیوہار نے اپنی عدیم النظیری اور کمال مفید عام ہونے کی وجہ سے حاصل کی ہے کتاب موصوف کی زبان ترقی کی یہ پہلی سیڑھی ہے کہ رونق بخش برٹش میوزیم لائبریری ہوئی سے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست (بہرائچ۔ ۸ راگست ۱۹۲۵ء)

(جواب میں صرف عقلی دلائل پیش کرنی ہوں گی)

ہندوؤں سے ساٹھ (۶۰) سوالات

(۱) آپ وشنو اور شو کی پوجا کرتے ہیں برہما جی کی کیوں نہیں کرتے ؟

(۲) اوتاروں نے قتل و غارت کیوں کیا ؟

(۳) کیا اوتار ہونے پر خدا محدود نہیں ہو جاتا ؟ پھر وہ سروبیاپک کہاں رہا ؟

(۴) سری کرشن جی نے اپنے ماموں کنس کو کیوں قتل کیا ؟ (دیکھئے اورنگ زیب کے بھائیوں کا قتل) ۔

(۵) سری کرشن جی اور رادھکا جی کے تعلقات کیا عشقبازی کا ثبوت نہیں ؟

(۶) ہر کام کے شروع میں گنیش جی کا نام کیوں لیا جاتا ہے ؟

(۷) سیتلا یعنی چیچک کی پوجا کیوں کی جاتی ہے ؟

(۸) کیا وجہ کہ ہندو شاستر بھی چھ ہندو موسم بھی چھ - دن کی ساٹھ ہی گھڑی ساٹھ ہی پل اور ساٹھ ہی بپل ۔

(۹) بکرمی سمت چیت میں اور فصلی سمت کنوار میں کیوں شروع ہوتا ہے ؟

(۱۰) ہندی مہینوں میں ہر تاریخ دو بار آنے سے کیا فائدہ ؟

(۱۱) لوند ہر تیسرے سال کیوں ہوتا ہے ؟ کتنے عرصہ بعد کسی خاص مہینہ میں دوبارہ لوند پڑتا ہے ... اور کیوں ؟ کس کس مہینہ میں لوند نہیں ہوتا ؟

(۱۲) ہندو گو بگیدبرہن اصول کے بموجب کیا اپنی تاریخیں تعصب

کی وجہ سے درست نہیں کرتے ؟

(۱۳) ہندو تہوار کتنے حصوں میں تقسیم ہیں اُن کا موسم سے کیا کیا تعلق ہے ؟

(۱۴) کیا سری کرشن یا سیتا رام کو آپ کی دعا کی ضرورت ہے جو آپ "جے سری کرشن" یا "جے سیتا رام" کہتے ہیں - یہ سلام کا کیا بے معنے طریقہ ہے ؟

(۱۵) آپ برہمنوں کو کیوں خیرات کرتے ہیں - اور اُن کی اس قدر قدر و منزلت کیوں کرتے ہیں ؟

(۱۶) شری رام چندر جی کو پمپا پور پہنچ کر سیتا جی کی تلاش کیوں ملتوی کرنی پڑی ؟ برسات میں کون کام نہیں ہوتا ہے ؟

(۱۷) ہندوؤں کا تعلیمی سشن کب ختم ہوتا ہے ؟

(۱۸) ہریالی تیج خاص عورتوں کا تہوار کیوں ہے ؟ وہ اِس روز جھولا کیوں جھولتی ہیں ؟ اور میکے جا کر تیوہار کیوں مناتی ہیں ؟

(۱۹) آپ لوگ سانپ کو دودھ کیوں پلاتے ہیں ؟

(۲۰) لفظ سلونو کیا سنسکرت لفظ ہے ؟ اس کے کیا معنی ہیں ؟

(۲۱) اس روز آپ برہمنوں کو دکشنا کیوں دیتے ہیں اور راکھی کیوں باندھتے ہیں ؟

(۲۲) اس روز ہندو عورتیں دیواروں پر عجیب و غریب شکلیں کیوں بناتی ہیں ؟ یہ کس کی تصویریں ہیں ؟

(۲۳) غیر خاندان میں شادی کرنے سے ہندو سوسائٹی کو کیا فائدہ ہے ؟

(۲۴) سلونو پر سیویاں کیوں بنائی جاتی ہیں ؟

(۲۵) ہندوؤں میں پکنک یعنی باغ میں تفریح کا کون تہوار ہے ؟

(۲۶) شری رامچندر جی اور شری کرشن جی کی تاریخ پیدائش میں ہندو سوسائٹی کو کیا ہدایت اور آسائش ہے ۔ اور کیا جغرافیائی دلچسپی ہے ؟

(۲۷) پتھر چوتھ کے روز ہندو اینٹ پتھر کیوں پھینکتے ہیں ؟

(۲۸) باون دوادشی کو ہندو لڑکے چھٹے کیوں بجاتے پھرتے ہیں ؟

(۲۹) کنواریں کیوں شرادھ کئے جاتے ہیں ۔ اُن کے سولہ روز کیوں مقرر ہیں ؟

(۳۰) ہندو مُردوں کو دفن کیوں نہیں کرتے ؟ جلانے سے کیا فائدہ ہے ؟

(۳۱) ہندو دسہرہ کے روز قلم دوات ۔ تلوار یا ہل کیوں پوجتے ہیں ؟

(۳۲) اس روز ریاستوں میں جلوس کیوں نکلتے ہیں ؟

(۳۳) نو درگا یا نوراتر کے زمانہ میں لوگ کیوں گاتے بجاتے ہیں ؟

(۳۴) سرد پونم کنوار میں کیوں منائی جاتی ہے بھادوں میں کیوں نہیں ؟

(۳۵) کروا چوتھ کو عورتیں کیوں ضروری سمجھتی ہیں ؟

(۳۶) اہوئی کا تہوار کیوں منایا جاتا ہے ؟

(۳۷) دھن تیرس کو ہندو لوگ نئے برتن کیوں خریدتے ہیں ؟

(۳۸) دیوالی کے روز بیا بجا چراغ کیوں جلائے جاتے ہیں ؟

(۳۹) اس روز ہندو جوا کھیلنا کیوں ضروری سمجھتے ہیں ؟

(۴۰) گووردھن کا تہوار کس کام کی ابتدا ہے اور کیوں منایا جاتا ہے ؟

(۴۱) دیوا ٹھان ایکادشی پر عورتیں کھڑاؤں تیر و کمان یا کھُر کی شکلیں کیوں بناتی ہیں ؟
(۴۲) اگھن اور پوس میں تہوار کیوں نہیں منائے جاتے ؟
(۴۳) بلدیو پورنماشی کو ہندو گنگا اشنان کیوں کرتے ہیں؟
(۴۴) ہندو بسنت کے روز کان میں سرسوں کے پھول کیوں لگاتے ہیں؟
(۴۵) پھاگن میں جانکی جنم تاریخ اور جغرافیہ کا کیا باہمی تعلق ظاہر کرتا ہے ؟
(۴۶) مہاشیو راتری کا تیوہار کیوں منایا جاتا ہے ؟
(۴۷) مہادیو جی سنگھار یعنی قتل کرنے والے ہیں پھر بھولے بھالے کیسے ؟
(۴۸) ہولی کیوں جلائی جاتی ہے اور ہندو جَو بھُون کر کیوں تقسیم کرتے ہیں ۔ اور ملاقات کیوں کرتے پھرتے ہیں ؟
(۴۹) ہولی میں رنگ اور گلال پھینکنے کی کیا وجہ ہے ؟
(۵۰) ہولی اور دیوالی پر چنے کی چیزیں بنا کر ہندو کیوں کھاتے ہیں ؟
(۵۱) دولہنڈی یا دھول کے روز جوتا پیزار کی کیا وجہ ہے؟
(۵۲) نو درگا کا برت چیت اور کنوار میں کیوں کیا جاتا ہے؟
(۵۳) نرسنگھ چودس کا کیا اخلاقی نتیجہ ہے ؟
(۵۴) جیٹھ کا دسہرہ کنوار کی طرح کیوں نہیں منایا جاتا ؟
(۵۵) بھڑریا نومی کے دن بہت شادیاں کیوں کی جاتی ہیں، اور اس کے بعد کیوں عرصہ تک بند رہتی ہیں ؟
(۵۶) ہندوؤں میں اس قدر زیادہ تہوار کیوں ہوتے ہیں؟

(۵۷) ہندوؤں کے تتوادوں پر میلے کرنے سے کیا فائدہ ہے؟
(۵۸) ہندو عورتیں بڑے بڑے تتوادوں پر مختلف تصویریں کیوں بناتی ہیں؟ ان تصویروں میں کیا باہمی تعلق ہے؟
(۵۹) لڑکیاں گڑیاں کیوں کھیلتی ہیں؟
(۶۰) آپ کو یہ تتوار منانے کی اب کیا خاص ضرورت ہے؟

مسلمانوں اور عیسائیوں سے چند سوالات

(۱) ہجری اور عیسوی سنہ میں کیا خوبیاں ہیں؟
(۲) آپ لوگوں کے نام۔ سلام۔ اظہار فرحت و نفرت وغیرہ میں کون کون اصول ہندوؤں کے مطابق ہیں؟
(۳) مُردوں کے دفن کرنے میں کیا حکمت ہے۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے؟
(۴) مسلمانوں کے کون کون مذہبی فرائض ہندوؤں سے ملتے ہیں؟

تعلیم یافتہ جنٹلمینوں سے چھ سوالات

(۱) افریقہ کے ریگستان سہارا (صحارا) کا ہندوستان پر کیا اثر ہے؟
(۲) ہندوستان افریقہ سے چھوٹا ہے۔ اس میں کیا خوش قسمتی ہے؟
(۳) ہر سال ۱۱ر نومبر کو مقتولین جنگ کی یادگار میں کیوں دو منٹ تک برٹش امپائر میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے؟
(۴) ستمبر اکتوبر نومبر اور دسمبر کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ

ساتواں آٹھواں نواں اور دسواں مہینہ ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

(۵) یہ بات کس طرح عقل کے مطابق ہے کہ بکرمی سنہ پہلے جاری ہو گیا اور مہاراجہ بکرماجیت کئی سو برس بعد پیدا ہوا ؟

(۶) کیا ہندو تہوار موسمی زنجیر سے بندھے ہوئے باہم کچھ تعلق نہیں رکھتے ؟

(صرف عقلی دلائل پیش کیجئے)

فہرست مضامین

ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور ان کی جغرافیائی کیفیت

دیباچہ

ناظرین میں نے اس چھوٹے سے رسالہ میں ہندو تیوہاروں کی صرف جغرافیائی کیفیت بیان کی ہے - تاریخی حالت پر بحث نہیں کی ہے ؛

چونکہ ناواقفیت کی حالت میں جواہرات تک کی اس قدر بے قدری ہو جاتی ہے کہ وہ معمولی شیشے کے ٹکڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے اس لئے ہندو تیوہاروں سے ملک کی موجودہ بے اعتنائی کچھ زیادہ تعجب انگیز نہیں کیونکہ جہالت اور ناواقفیت کا یہ قدرتی نتیجہ ہے - لیکن میں امید کرتا ہوں کہ یہ مختصر تحریر ہم لوگوں کو ان کی خوبی اور ضرورت محسوس کرنے میں ضرور مدد دے گی اور نوجوانوں کے بہت سے اعتراضات رفع کر دے گی ؛

میں اپنے ذاتی مشاہدہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندو تیوہار موسمی زنجیر کی کڑیوں سے بندھے ہوئے باہم کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رکھتے ہیں اور اس زنجیر کا سلسلہ دو حصوں میں پورے ایک سال تک قائم رہتا ہے - ان کی تعداد اس قدر ہے کہ ہر ایک کا مفصل ذکر کرنے کے واسطے ضخیم کتاب چاہئے جس کو اختصار پسند طبیعتیں پسند نہیں کر سکتیں - اس لئے کل ضروری تیوہاروں پر نہایت مختصر بحث کر کے اُن کی جغرافیائی اصلیت اور کیفیت بیان کر دی گئی ہے ؛

افسوس ہے کہ اس مضمون کے لکھنے میں مجھے کسی کتاب

سے مدد نہیں ملی ۔ مشکل تمام ایک انگریزی کتاب جس میں
تیوہاروں کی کہانیاں لکھی ہیں اور اُن کو اس مضمون سے کوئی
تعلق نہیں، آج تک میری نظر سے گذری ہے ۔ ہاں سرکاری
فہرست تعطیلات اور بازار کی معمولی جنتری سے صرف
تیوہاروں کا سلسلہ ضرور معلوم ہوگیا ہے ۔ اس لئے میں یہ
دعویٰ نہیں کرتا کہ اس تحریر میں کمی و بیشی کی گنجایش نہیں ہے
اگر معزز ناظرین معقول اعتراض یا سوال لکھ کر میرے پاس
بھیج دینگے تو بشرط فرصت اگلے ایڈیشن میں اُن کے جواب
دینے کی کوشش کی جائے گی یا مضمون میں حسب ضرورت
کمی یا بیشی کردی جائے گی ۔

میں نے یہ مضمون حکام ضلع ایٹہ کی تحریک پر مختصراً تحریر
کرکے لٹریری سوسائٹی ایٹہ میں جو یہ سرپرستی صاحب کلکٹر بہادر
ضلع قائم ہوئی ہے یکم ستمبر ۱۹۲۳ء کو سنایا تھا ۔ جس سے
حاضرین جلسہ نہایت محظوظ ہوئے اور اکثر حضرات نے اس
کو طبع کرانے کی فرمائش کی اور ایک ایک نقل اپنے پاس رکھنے
کی خواہش ظاہر کی ۔ چنانچہ احباب کی بار بار تاکید کے باعث
بعد اضافہ امور ضروری و نظر ثانی اس کو کتابی صورت میں لاکر
پیش کیا جاتا ہے ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

راقم پرشاد بی ۔ اے

چند دیوتاؤں کے مختصر حالات

کتاب شروع کرنے سے پیشتر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مذاہب احباب کی آسانی کے لحاظ سے پہلے ہندو مذہب کی مختصر کیفیت بیان کی جائے تاکہ تیوہاروں کی اصلیت معلوم کرنے میں دِقّت واقع نہ ہو اور مضمون کی دلچسپی زیادہ ہو جائے - اُمید ہے کہ ناظرین اس کے ملاحظہ سے مزید لطف حاصل کریں گے ؁

خدا کا جلوہ واضح ہو کہ ہندو مذہب صدہا چھوٹے چھوٹے مذاہب سے بنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں بعض بظاہر مختلف خیالات اور رسوم نظر آتے ہیں - ویدانتی لوگ ؎

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

کے مسئلہ کے قائل ہیں - ان کے خیال میں :-

؎

دو عالم چیست؟ نقشِ صورتِ دوست
چہ جائے نقشِ صورت - بلکہ خود اوست
بہ صد آئینہ یک روئے مقابل
اگرچہ صد نماید - لیک یک اوست

ہر جگہ خدائے تعالیٰ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے - اب

اس جلوہ کے تین مظہر ہیں جو تین دیوتاؤں کی شکلیں میں نظر آتے ہیں :-

اول - برہما

دوم - وشنو (یا بشن بھگوان)

سوم - مہیش (یا مہا دیو جی)

برہما جی مخلوق کی پیدائش کے باعث ہیں - بشن بھگوان پرورش کے - اور مہا دیو جی انتظام خاتمہ اور فنا کے - یا یوں کہئے کہ خدا تعالے جب دنیا کی پیدائش کا انتظام کرتا ہے - اس وقت برہما کہلاتا ہے - پرورش کے وقت وشنو اور انتظام خاتمہ یا فنا کے وقت مہیش - چونکہ یہ ایک ہی نام کی تین صورتیں ہیں - اس لئے ان کے کام بھی باہم ملے جلے ہیں - لیکن ظاہر ہے کہ پیدائش کے بعد برہما جی کا انتظام ختم ہو جاتا ہے اس لئے اُن کی پرستش کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں برہما جی کے مندر شاید دو چار ہی مل سکیں گے - ہندو لوگ خدائے تعالے کے دوسرے مظہر یعنی وشنو بھگوان کو خاص اہمیت دیتے ہیں - کیونکہ یہی ہماری آسائش و زندگی کے باعث ہیں - اور ان ہی کی بدولت ہم تمام مقاصد زندگی حاصل کر سکتے ہیں - ان کی صورت یہ ہے کہ دودھ کے سمندر میں ایک

نہایت زبردست اژدہے کے جسم پر آرام فرما رہے ہیں۔ اژدہے کا نام شیش ناگ ہے اور اس کے ہزار پھن ہیں جن کو اُٹھا کر وہ وشنو بھگوان پر سایہ کر رہا ہے۔ ان کی بی بی لکشمی جی قریب بیٹھی ہوئی پاؤں دبا رہی ہیں۔ یہ تمام دولت اور فارغ البالی کی دیوی اور مالک ہیں اور ان ہی کے وجہ سے دولت و ثروت ملتی ہے۔ وشنو بھگوان کی ناف سے ایک کنول کا پھول کھلا ہے۔ جس پر برہما جی بیٹھے ہیں۔ اُن کے چار منہ ہیں۔ جن سے وہ ہندوؤں کی چار آسمانی کتابیں (یعنی رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اور اتھروید) پڑھتے ہیں۔ شیش ناگ جی کی جسامت کا اندازہ کسی قدر اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ اُن کے کسی ایک سر پر زمین رکھی ہوئی ہے۔ جو اس کے مقابل رائی کے چھوٹے دانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ مہیش یعنی مہا دیو جی کی شکل کا مفصل ذکر مہا شیوراتری کے ضمن میں کیا جائیگا۔ ہمارے تعلیم یافتہ احباب اگر مذکورہ بالا خیالات کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا۔ کہ اس نہایت مختصر صورت میں انتظام عالم کا مکمل اظہار ہے۔ چونکہ پرورش میں نہ صرف سامان پرورش مہیا کرنا ضروری ہے بلکہ ان موانع اور خرابیوں کا رفع کرنا بھی لازمی ہے جو اس انتظام میں حائل ہوں۔ مثلاً درختوں کو نہ صرف پانی دینا ضروری ہے۔ بلکہ خراب پودوں کی نرائی بھی شامل ہے

جس سے کھیت صاف ہو کر درختوں کی نشو و نما میں آسانی
ہو۔ اس لئے جب خدا کی نیک مخلوق پر کوئی مصیبت نازل
ہوتی ہے یا ایسی مخلوقات پیدا ہو جاتے ہیں جو لوگوں کے
عذاب کا باعث ہوں اور ترقی میں حائل یا عبادت میں
حارج ہوں تو خود وشنو بھگوان ایک مجسّم شکل میں نمودار
ہو کر اور تمام دقتیں رفع فرما کر ترقی میں آسانی پیدا کر
دیتے ہیں۔ اسی مجسّم شکل کو ہندو اوتار کہتے ہیں۔ اوتار کا
مسئلہ زیادہ دقیق ہے۔ مگر یہاں صرف یہ کہنا کافی ہے
کہ اس حالت میں وشنو بھگوان کی اصلی صورت بھی مفقود
نہیں ہوتی اور مجسّم صورت بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ
یہ دونو شکلیں اور اس کے ساتھ ہی خدا کے تمام صفات
مثل محیط کل وغیرہ من وعن قائم رہتے ہیں اور قادر مطلق
جا بجا موجود ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر میں کوئی
بات زبان سے کہوں تو سننے والے اس کے تمام الفاظ
بالکل اسی طرح سنیں گے جس طرح میں نے اپنی زبان
سے ادا کئے تھے۔ گویا کہ یہ فقرہ نہ صرف میری زبان پر
بلکہ سننے والوں کے کانوں میں علیحدہ علیحدہ من وعن موجود
ہو گا۔ یہ نہیں کہ فقرہ کا پہلا لفظ پہلا شخص سنے اور دوسرا
لفظ دوسرا شخص گویا کہ زبان سے نکلتے ہی فقرہ اپنے کل
صفات کے ساتھ ہر سننے والے کے دماغ میں آ موجود
ہوتا ہے اور اگر کوئی نیا شخص اتفاقیہ آ کھڑا ہو تو اس کے

سامنے بھی جا پہنچتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ زیادہ لوگوں کی موجودگی میں فقرہ کے صفات کم وبیش ہو جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی عمارت پچاس یا سو آدمیوں کو دکھائی جائے تو ہر ایک شخص کی آنکھوں کے سامنے علیحدہ علیحدہ لیکن ہوبہو موجود ہوگی اور اس کے ساتھ ہی اصلی چیز بھی علیحدہ قائم رہے گی۔ یہی حالت اوتار کی ہے اور ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ اوتار ہونے پر بھی خدائے تعالےٰ اسی طرح موجود رہتا ہے جس طرح اس سے پہلے تھا۔ اوتار دنیا کو گندگی سے صاف کرکے ترقی کی شاہراہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس کے بعد جب ضرورت نہیں رہتی تو قاعدہ قدرت کے بموجب نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

اس قدر تحریر کے بعد امید ہے کہ ناظرین مندرجہ ذیل دیوتاؤں اور اوتاروں کے مختصر حالات جن کا ذکر اس کتاب میں آئے گا۔ بخوبی سمجھ سکیں گے۔

(۱) سری کرشن جی مہاراج

یہ ہندوؤں کے اعتقاد کے بموجب ایشور کا کامل اوتار ہیں جو کنس وغیرہ ظالموں کو قتل کرکے مخلوق کو اُن کے عذاب سے نجات دینے کے واسطے بھادوں میں جنم اشٹمی کے روز متھرا میں پیدا ہوئے اور چار میل فاصلہ پہ بمقام گوکل نند جی اور اُن کی بیوی جسودھا جی کی گود میں پرورش پائی۔ اور اپنے ہم عمر چھوٹے چھوٹے بچوں کے

ہمراہ بندرابن وغیرہ میں کھیل کر بہت سے معجزے دکھائے۔ گو یہ شاہی خاندان میں پیدا ہوئے تھے لیکن باقی مذاہب کے بزرگوں کی طرح کم از کم ابتدائی زندگی معمولی حیثیت کے لوگوں میں صرف کی۔ اُن کے بھائی بلدیو جی جو اُن سے عمر میں کچھ ہی زیادہ تھے اُن کے ہمراہ تھے۔ اور ساتھ کھیلنے والے بچوں میں ایک لڑکی پانچ چھ سال کی تھی جس کو رادھا یا رادھکا کہتے تھے۔ رادھکا جی کی پیدائش بھی بھادوں ہی میں ہوئی تھی اور اس تیوہار کا نام رادھا اشٹمی ہے۔ سری کرشن جی کے والد کا نام بسدیو جی اور والدہ کا دیوکی تھا۔ لیکن نند جی کے یہاں پرورش پانے کے باعث ان کو نند لال بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے سینکڑوں صفاتی نام ہیں +

واضح ہو کہ کنس جس کو سری کرشن مہاراج نے قتل کیا اُن کا حقیقی ماموں تھا۔ ہندو سوسائٹی میں منکر یا مفتر مذہب کا خیال نہیں کیا جاتا۔ لیکن مکار اور ظالم کو خواہ وہ اپنا ہم مذہب یا عزیز ہی کیوں نہ ہو سخت سزا دی جاتی ہے۔ بلدیو جی کے دو ہتھیار ہیں ایک ہل دوسرا موسل اور دو ہی تیوہار ہوتے ہیں ایک "بلدیو چھٹ" بھادوں میں اور دوسرا "بلدیو نماشی" اگھن میں +

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بازاروں میں جو سری کرشن اور رادھا جی کی تصویریں بکتی ہیں وہ سخت گمراہ کرنے والی اور غلط ہیں۔ کھیل اور محبت کے زمانہ میں ان کی عمر پانچ پانچ سات سات سال کی تھی۔ لیکن مصور اُن کی شکلیں نوجوان مرد اور عورت کی بنا کر اپنے مذہب پر نہایت ظلم کرتے ہیں اور اس طرح بدعت پیدا کر کے نہ صرف خود گنہگار بنتے ہیں بلکہ بھولے بھالے بے وقوف خریداروں کو بھی گنہگار بناتے ہیں +

(۲) باون جی | کسی زمانہ میں ایک راجہ بل نامی کی خیرات اور داد دہش کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا اور راجہ کو خود اس کا بہت غرور تھا۔ لہذا غرور کا سر نیچا کرنے اور راجہ بل اور اس کے ساتھ ہی تمام دنیا کے مغروروں کو متنبہ کرنے کے واسطے یہ اوتار لڑکے کی شکل میں نمودار ہوا جس کا تہوار بھادوں میں باون دوادشی کے روز منایا جاتا ہے +

(۳) اننت بھگوان | یہ خدا سے قادر مطلق کا نام ہے جس کی ذات و صفات لازوال و لا انتہا ہیں۔ اس کے متعلق بھادوں میں اننت چودس کو تہوار کر کے اور بغرض حفاظت مزید تعویذ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے +

(۴) مہادیوجی | ان کو مہیش شنکر اور شیو بھی کہتے

ہیں - ان کا کچھ ذکر اوپر کیا گیا اور باقی مہا شیو راتری کے ضمن میں آئیگا - جو پھاگن میں منایا جاتا ہے - فنا یا خاتمہ خلق کے وقت خدا کا جلوہ مہا دیو جی کی جلالی شکل میں ہوتا ہے اور چونکہ وہ فنا کے بعد بھی قایم رہتے ہیں - اس لئے ان کی بیوی پاربتی جی کا سُہاگ لازوال ہے - پاربتی جی کا دوسرا نام گورا ہے اور عورتیں اُن کے جمالی رُخ کی پُوجا سال میں پانچ بار یعنی چیت - جیٹھ - ساون - کاتک اور ماگھ کے مہینوں میں مختلف تیوہاروں پر کرتی ہیں جن کا مفصل ذکر کھانا پہنانے کے پانچ سبقوں کے ضمن میں آئیگا ❊

(۵) فتح کی دیبی یا درگا یہ پاربتی جی کا جلالی رُخ ہے - جو فنا اور فتح کا باعث ہے - ان کے تیوہار چیت اور کنوار کے مہینوں میں ہوتے ہیں جن کو نو درگا یا نوراتر کہتے ہیں ❊

(۶) سری رامچندر مہاراج یہ ہندوؤں کے اعتقاد کے بموجب خدائے تعالےٰ کا نہایت زبردست اور مشہور اوتار ہے - چیت کے مہینہ میں رام نومی کے روز بمقام اجودھیا راجہ دشرتھ کے یہاں پیدا ہوئے - بہار کے قریب متصلا دیش کے راجہ جنک کی صاحب زادی سیتا جی سے ان کی شادی ہُوئی اس کے بعد اپنی دوسری والدہ کے لڑکے بھرت جی کو

سلطنت دلانے کے خاطر بحالت فقیری صحرا نوردی اختیار کی اور ان کی بیوی سیتا جی اور تیسری والدہ کے بڑے لڑکے لچھمن جی بھی بضد ہو کر اُن کے ہمراہ گئے۔ جب یہ دکن میں پہنچے تو لنکا کے راجہ راون کی آوارہ گرد بہن سوپ نکھا نے سری رامچندر جی سے اپنا عشق جتایا اور سیتا جی کو قتل کرنے اور کھا جانے کو دوڑی۔ اس پر لچھمن جی نے اس کی ناک کاٹ لی۔ سوپ نکھا نے راون سے فریاد کی اور سیتا جی کے حسن و جمال کا تذکرہ کرکے حملہ کی ترغیب دی۔ راون سیتا جی کو چُرا لایا۔ لیکن بد دعا کے خوف سے اپنی بیوی نہ بنا سکا۔ شری رامچندر جی نے دکن کے راجہ سگریو سے دوستی کرکے راون پر فوج کشی کی اور اس کو قتل کرکے جہان کو عذاب سے نجات دی اور سیتا جی کو واپس لائے اور چونکہ چودہ سال ختم ہو گئے تھے اس لئے فوراً اجودھیا کو واپس ہوئے یہاں بھرت جی نے تخت سلطنت لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اور سری رامچندر جی کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے تھے۔ اُن کی تشریف آوری پر تاج و تخت حوالہ کیا اور خود بطور خدمت گذار کام کرنے لگے۔

شری رامچندر جی کی فتح کا تیوہار کنوار میں دسہرہ کے روز منایا جاتا ہے۔ اور جیٹھ کا دسہرہ بھی اسی کے متعلق ہے۔ سیتا جی چونکہ راجہ جنک کی لڑکی تھیں۔

اس لئے ان کو جانکی ۔ جنک دلاری اور جنک نندنی وغیرہ بھی کہتے ہیں اور ان کی پیدائش کا تیوہار بھاگن ہیں جانکی جنم کے روز ہوتا ہے۔ شری رامچندر جی وشنو بھگوان کا اوتار ہیں۔ جانکی جی ان کی بیوی لکشمی کا اور لچھمن جی شیش ناگ کا ۔

(۷) لکشمی جی یہ وشنو بھگوان کی بیوی اور دولت و ثروت کی دیوی ہیں۔ ذکر اوپر کیا گیا۔ کاتک میں دیوالی کے روز ان کی پرستش کی جاتی ہے ۔

(۸) گنیش جی یہ مہا دیو جی اور پاربتی جی کے لڑکے ہیں۔ جن کا سر ہاتھی کا ہے۔ ہندو ہر کام کی بسم اللہ انہی کے نام سے کرتے ہیں۔ اور اوّل اِن ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ گنیش خدا کا بھی ایک نام ہے ۔

مذہبی قصص میں یہ روایت تحریر ہے۔ کہ ایک بار تمام دیوتاؤں میں اس بات پر مباحثہ ہوا۔ کہ کس کی پوجا سب سے پہلے ہونی چاہئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ہر دیوتا کسی نہ کسی خاص صفت سے موصوف ہے۔ لہذا یہ قرار پایا کہ جو دیوتا تمام جہان کا چکر لگا کر سب سے پہلے واپس آجائے وہی پرستش کے قابل ہے۔ اس پر سب نہایت

تیزی سے روانہ ہوئے لیکن گنیش جی کا جسم بھاری
تھا اور سواری صرف چوہے کی اس لئے تیز چلنا
ممکن نہ تھا۔ مگر ان کی عقل نہایت زبردست تھی انہوں
نے سوچا کہ خدائے تعالیٰ کی ذات ہر جگہ حاضر و ناظر
اور محیط کل ہے بس اسی اعتقاد کے بموجب زمین پر
لفظ "رام" (یعنی اللہ) لکھ کر اس کے گرد پرکرما یعنی
طواف کیا اور فوراً وہیں بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ بعد تیز
رفتار دیوتا بھی آپہنچے اور گنیش جی کو موجود دیکھ کر
متعجب ہوئے۔ یہ معاملہ برہما جی وغیرہ کے روبرو
پیش ہوا جو اس کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے
تھے۔ انہوں نے گنیش جی کی فراست اور خوش اعتقادی
دیکھ کر ان کے موافق فیصلہ کیا۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی
تھی کہ تمام دیوتاؤں کو جابجا راستہ میں چوہے کے
پیروں کے نشان ملے اور یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص
چوہے پر سوار ہو کر ان سے آگے نکل گیا ہے۔

گنیش جی کے نام سے ہر مہینہ میں ایک بار گنیش چوتھ
ہوتی ہے اور ماگھ میں سکٹ چوتھ کا تیوہار منایا جاتا
ہے۔ گنیش جی کا ذکر "مہا شیوراتری" کے ضمن میں کسی
قدر تفصیل کے ساتھ کیا جائے گا۔

(۹) یمراج۔ یہ دیوتا دوزخ کا مالک ہے ہندوؤں
میں ایک ہی دیوتا اپنی جمالی اور جلالی صورت سے

بہشت اور دوزخ کا انتظام کرتا ہے۔بہشت میں دہ دھرم راج کہلاتا ہے۔اور دوزخ میں جمراج۔ ہندو ہر قسم کی غلاظت اور تکلیف کو دوزخ کی علامت بتاتے ہیں اور صفائی اور آرام کو بہشت کی +

جمراج کے دوزخی انتظام (یعنی غلاظت اور تکلیف) سے نجات کا تیوہار دیوالی کے کرسمس ویک میں منایا جاتا ہے اور مکانات کو صاف اور ڈس انفیکٹ کیا جاتا ہے +

(۱۰) سیتلا یہ بھی پاربتی یا دیوی کی ایک جمالی شکل ہے۔جو ٹھنڈک یا سرور پہنچانے والی ہے۔چونکہ چیچک کے مریض کو سخت گرمی محسوس ہوتی ہے اس لئے اس دیوی کی پرستش کرکے اس کی صحت اور ٹھنڈک کی دعا کی جاتی ہے۔مگر عوام غلطی سے اب چیچک ہی کو سیتلا کہنے لگے ہیں +

(۱۱) نرسنگھ جی یہ ہندوؤں کا چوتھا اوتار ہے۔جس کا ذکر نرسنگھ چودس کے ضمن میں کیا جائیگا +

ہندو تیوہاروں کی اصلیت

اور اُن کی جغرافیائی کیفیت

زبردست پیٹی

ہندو تیوہاروں کے سمجھنے کے واسطے پہلے آنکھ بند کر کے زمین کے نقشہ کا خیال کیجئے۔ اس کی کمر پر منطقہ حارہ کی زبردست پیٹی مشرق سے مغرب کو بندھی ہوئی ہے۔ جس کے وسط میں خط استوا ہے اور کناروں پہ خطوط سرطان و جدی۔ آفتاب اس پر سیدھی کرنیں ڈال کر ہمیشہ گرم رکھتا ہے۔ ذرا دیکھئے اس پیٹی میں کون کون نقشے نظر آتے ہیں۔ افریقہ کا بہت سا حصہ۔ عرب۔ ہندوستان۔ ملایا کے جزیرے اور جزیرہ نما۔ آسٹریلیا کا شمالی حصہ اور اس کے مشرق کے چھوٹے بڑے جزیرے۔ وسطی اور جنوبی امریکہ کا بہت سا حصہ بحر الکاہل۔ بحر ہند اور بحر اٹلانٹک کے معتدبہ حصے۔

منطقہ حارہ کا نظارہ	خط استوا پر ہمیشہ بارش

ہوتی رہتی ہے اور وہ جن ملکوں میں ہو کر گذرتا
ہے۔ وہاں اس قدر گھنے جنگل ہیں کہ اکثر ان کا
صاف کرنا ناممکن ہے اُن میں ہزار ہا قسم کے جانور
اور کیڑے مکوڑے اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ مگر
جس قدر شمال یا جنوب کی طرف سفر کیجئے اسی قدر
بارش کم اور درخت چھوٹے اور علحیدہ علحیدہ ملینگے
یہاں تک کہ خطوط سرطان وجدی کے قریب لمبے
اور گنجان درختوں کے بجائے چھوٹی گھاس نظر آویگی
اور وہ بھی بتدریج کم ہوتے ہوتے لق و دق
میدان اور لمبے چوڑے ریگستان کا نظارہ دکھائی
دینے لگے گا۔ مگر لطف یہ ہے کہ جہاں پہاڑوں
کا سلسلہ ہے یا دریا بہتے ہیں یا مانسون ہوائیں
ٹکراتی ہیں۔ وہاں بھی ریگستان سبزہ زار میں تبدیل
ہو جاتا ہے ۞

ہزاروں میل لمبا ریگستان

چنانچہ خط سرطان پر افریقہ میں سہارا (صحارا) کا ہزار ہا میل لمبا ریگستان پھیلا ہوا ہے
جو ہندوستان سے تقریباً دو گُنا بڑا ہے۔ یہ ریگستان
آگے بڑھ کر مصر میں دریاے نیل کے باعث

اور اس کے مشرق میں بحر احمر کے سبب سے
غائب ہو گیا ہے - لیکن بحر احمر کے مشرق یعنی
عرب میں دوبارہ نمودار ہو گیا ہے - پھر بحر
عرب و فارس میں غائب ہو کر جنوبی ایران اور
بلوچستان میں کہیں کہیں نظر آتا ہے - گو پہاڑوں
میں اس کا نظارہ صاف نہیں دکھائی دیتا ہے -
مگر مشرق میں چل کر سندھ اور راجپوتانہ میں
صاف نظر آنے لگتا ہے - اور پنجاب کے مختلف
دوآبوں میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے -
اس کے مشرق میں گنگا اور اس کی بے شمار
باج گزار ندیوں کے باعث ممالک متحدہ بہار
اور بنگالہ میں پھر بالکل غائب ہو جاتا ہے -
لیکن آگے بڑھ کر مشرقی ملکوں میں کہیں کہیں
صورت نظر آ جاتی ہے - اس کے بعد ہی ریگستان
بحر پیسفک (الکاہل) میں غوطہ زن ہو کر میکسیکو
واقع امریکہ میں کہیں کہیں سر ابھارتا ہے -
وہاں سے بحر اطلانٹک میں غائب ہو کر اور
مغربی افریقہ میں پہنچ کر زمین کا دورہ ختم کرتا
ہے - گو کچھ دور تک سینیگل اور گیمبیا وغیرہ

دریاؤں اور مختلف پہاڑوں کے باعث اس کی صورت صاف نظر نہیں آتی ؛

ریگستان کا سمندر میں سفر

اسی طرح خطہ جدی پہ اوّل افریقہ میں کلہاری ریگستان ملتا ہے - مگر اس کا سفر زیادہ تر سمندر ہی میں ہوتا ہے - گو آسٹریلیا میں اس کی مہیب اور خوفناک صورت سینکڑوں میل تک صاف نظر آتی ہے اور جنوبی امریکہ اور راستہ کے جزیروں میں بھی کہیں کہیں جھلک دکھائی دیتی ہے ؛

ریگستان کی بے بسی

یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے - کہ جن ملکوں میں پہاڑوں کا سلسلہ مشرق سے مغرب کو ہے یا دریا مشرق یا مغرب کو بہتے ہیں - وہاں ریگستان کا حملہ نہیں ہونے پاتا - یورپ کا جنوبی حصہ سب سے زیادہ زرخیز ہے - اور وہاں کے ملکوں میں پہاڑ اور دریا مشرق یا مغرب کو رُخ کئے ہوئے ہیں ۔ ایشیا میں چین کے دریا بھی مشرق کی جانب بہتے ہیں

اور وہ بہت زرخیز ملک ہے۔

ہندوستان کی صورت

اب خاص ہندوستان کو لیجئے یہاں کے نہ صرف بڑے بڑے پہاڑ مثلاً ہمالیہ وندھیاچل کا سلسلہ مشرق اور مغرب کی جانب پھیلا ہؤا ہے۔ بلکہ پنجاب اور بنگالہ کے سوا سب دریا مشرق یا مغرب کو جاتے ہیں۔ برہما جغرافیائی صورت میں ہندوستان سے علیحدہ ہے۔ دریائے گنگا۔ جمنا۔ مہاندی۔ گوداوری۔ کرشنا۔ کاویری وغیرہ مشرق کو اور نربدا اور تاپتی مغرب کو بہتے ہیں۔ بنگالہ اور پنجاب میں دریاؤں کا رُخ جنوب کو ہے۔ مگر وہاں ان کی تعداد بہت کافی ہے اور خاص کر بنگالہ میں مانسون ہوا ہمیشہ تمام کمی پوری کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے راجپوتانہ میں دریا نظر نہیں آتے اور چھوٹے چھوٹے چشمے عموماً شمال یا جنوب کو رُخ کئے ہُوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اراولی پہاڑ کا رُخ بھی اسی جانب ہے۔ جس سے ریگستان کو قبضہ جمانے کا پورا موقع مل گیا ہے اور وہ دریائے واہندہ کو

جس کا نام ہکرا (Hakra) بھی تھا - اور جو دو سو سال پیشتر یعنی اورنگ زیب کے زمانہ تک موجود تھا - خشک بھی کر چکا ہے ٭

ہندوستان کی خوش قسمتی

خوش قسمتی سے ہندوستان اس قدر بڑا نہیں ہے کہ اس پر خط جدی اپنا ہاتھ صاف کر سکے ورنہ اس کے جنوب میں بھی افریقہ کی طرح دوسرا ریگستان ہوتا - موجودہ حالت کے باعث اس ملک میں نباتات کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے اور یہاں کے باشندوں کو تھوڑی سی محنت پر کھانے پینے کا سامان میسّر ہو جاتا ہے ٭

تہواروں کا باعث

لیکن یہ سدا بہار سبزہ زار تاریک پہلو بھی رکھتا ہے جس سے باشندوں کو کسی طرح مفر نہیں نباتات کی کثرت کے باعث ہزارہا قسم کے حیوانات اور کیڑے مکوڑوں کو مسکن مل جاتا ہے اور متواتر بارش سے نباتات اور حیوانات کی نعشیں سڑنے لگتی ہیں - جن کی عفونت سخت وبا

اور امراض کا باعث ہوتی ہے اور ملیریا ہیضہ
اور بہت سی مہلک بیماریاں ہر جگہ پیدا ہو
جاتی ہیں۔ زمین کے ہر حصہ پر جہاں نباتات
کی کثرت ہے اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا
ہے۔ فرانس کے مشہور انجینیر لیسپس کو جس نے
نہر سویز جاری کر کے تمام دنیا پر احسان کیا ہے
اور یورپ کے چھ مہینے کے راستہ کو صرف پندرہ
سولہ روز کا بنا کر جنوبی ایشیا خاص کر ہندوستان
میں یوروپین تہذیب کو باسانی اور تیزی سے پہنچنے
کا موقع دیا ہے۔ نہر پناما واقع امریکہ بنانے
میں ایسی ہی دقت ہوئی تھی۔ جس کے باعث
آخر کار اس کو جیل خانہ جا کر مرنا پڑا۔ وہاں
بھی نباتات کی کثرت نے وبائی امراض کو اس
قدر عام کر دیا تھا کہ ہم کے صدہا لوگ مر گئے
غرضکہ نباتات کی کثرت اور اس کے تاریک نتیجہ
نے ہندوستانیوں کو مختلف تیوہار منانے اور اپنی
جان بچانے کی ضرورت کی طرف خاص توجہ دلائی۔

تنزل ترقی کا دور

اس کے واسطے انہوں
نے آفتاب و ماہتاب

کی گردش کا مشاہدہ کر کے معلوم کیا کہ سال کے
خاص موسموں میں بارش ہوتی ہے اور اسی زمانہ میں
وباؤں کا زور ہوتا ہے - پھر موسم خوشگوار ہونا شروع
ہوتا ہے - اور آہستہ آہستہ جاڑا پڑنے لگتا ہے -
چار مہینے تک جاڑا پڑ کر خزاں کے بعد درختوں
پر نئے پتے آنے لگتے ہیں اور اس کے بعد گرمی
شروع ہو جاتی ہے - انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ
گرمی کے شروع ہی میں دن رات برابر ہو جاتے
ہیں - اور دن بڑھنا شروع ہوتا ہے - اور تین ماہ
تک بڑھ کر دوبارہ گھٹنے لگتا ہے - اور تین ماہ
بعد پھر دن رات برابر ہو جاتے ہیں - اور رات
بڑھنی شروع ہوتی ہے اور دن کی طرح تین ماہ تک
بڑھ کر دوبارہ گھٹنے لگتی ہے - اور اسی طرح دن
رات پھر برابر ہو جاتے ہیں ؎

ہندوؤں کا زبردست انتظام

اس دور کا مشاہدہ کر کے

ہندوؤں نے سال کو تین موسم یعنی جاڑا گرمی
اور برسات میں تقسیم کیا - ہر موسم کی دو دو رتو
بنائیں - اور ہر رتو کے دو دو مہینے - اس طرح

ایک سال کی تقسیم بارہ مہینوں میں ہوئی - پھر چاند کی گردش کے بموجب مہینہ کو تیس دن میں تقسیم کیا - دن رات کی ساٹھ گھڑیاں بنائیں اور ہر گھڑی کو ساٹھ پل میں تقسیم کیا اور ہر پل کو ساٹھ بپل میں - یہاں شاید ناظرین دریافت کرنا چاہیں کہ سال کو بارہ مہینوں میں کیوں تقسیم کیا گیا ؟ یا دن رات کی ساٹھ گھڑیاں اور ہر گھڑی کے ساٹھ ہی پل - اور ہر پل کے ساٹھ ہی بپل کیوں بنائے گئے ؟ اس کے واسطے مختصراً عرض ہے - کہ ہندوؤں نے قدرت کے نظارہ کا بغور مشاہدہ کر کے گنتی ایجاد کی ہے - اور بالکل معمولی چیزوں سے یہ جواہرات پیدا کر لئے ہیں - جن کے اوپر دنیا کی تمام شائستگی کا دارومدار ہے - چھ اور دس کے ہندسے نہایت مفید ہیں - یعنی پورے ہندسوں میں جس قدر ٹکڑے چھ کے ہو سکتے ہیں - اس سے زیادہ کسی اکائی کے نہیں ہو سکتے - اور ہمارے ہاتھوں میں دس انگلیاں ہیں جن سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر دم دہائی کا اندازہ ہوتا رہتا ہے - اور اس کا حاصل بن کر

حساب میں قدم قدم پر کام دیتا ہے اور ریاضی
کو کار آمد بناتا ہے۔ دس اور چھ کی ضرب سے
ساٹھ کا ہندسہ پیدا ہوتا ہے۔ چھ دہائی میں
سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے
بھی پورے ہندسوں میں جس قدر ٹکڑے ہو سکتے
ہیں اس سے زیادہ کسی دہائی کے نہیں ہو سکتے
دو بار چھ ملانے سے بارہ کا ہندسہ پیدا ہوتا ہے
تین بار ملانے سے اٹھارہ کا پانچ بار ملانے
سے تیس کا۔ بارہ کے ہندسہ میں ایک آسانی یہ
بھی ہے۔ کہ انگوٹھے کے علاوہ ہر ہاتھ کی باقی چار
اُنگلیوں میں بارہ پوریں ہیں اور یہ آسانی گنی
جاسکتی ہیں۔ چنانچہ اسی آسانی کے لحاظ سے
ہندوؤں نے سال کو چھ رتُو اور بارہ مہینوں میں
تقسیم کیا اور مہینہ کو تیس دن میں۔ دن کو ساٹھ
گھڑی ساٹھ پل اور ساٹھ بپل ہیں۔ پھر تمام علوم
و فنون کو بھی چھ شاستروں میں تقسیم کیا۔
اور اُن سے تجربہ کرنے والوں اور نفع اُٹھانے
والوں کی تاریخ اور حالات کو اٹھارہ پرانوں میں
اس کے بعد بابل والوں کو بھی بارہ اور ساٹھ

کے ہندسے اختیار کرنے پڑے - اور انہوں نے دن اور رات کو بارہ بارہ گھنٹوں میں تقسیم کرکے ہر گھنٹہ کے ساٹھ منٹ اور ہر منٹ کے ساٹھ سکنڈ بنائے - اگر آپ ہماری ہندسوں کی شکلیں بغور دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی انگلیوں اور انگوٹھوں کی ہی شکلیں ہیں - میں نے ہندسوں کے نام اور شکلوں کے متعلق اپنی دو کتابوں (۱- ابتدائی تعلیم کی رام کہانی - ۲- نئی تعلیم کا آئینہ) میں مفصل ذکر کیا ہے ؛

بکرمی اور فصلی سنہ

اس قدر انتظام کے بعد آفتاب کی گردش کے لحاظ سے ہندوؤں نے دو سنہ مقرر کئے - ایک بکرمی اور دوسرا فصلی - بکرمی سمت مہاراجہ بکرماجیت کی تخت نشینی سے صدہا سال پیشتر کسی اور نام سے جاری تھا - یہ زیادہ تعجب انگیز نہیں کیونکہ اس قسم کی مثالیں ہم کو روزانہ ملتی رہتی ہیں - حال ہی میں ضلع ایٹہ میں صاحب کلکٹر بہادر مسٹر این - سی - مہتا کے نام سے مہتا لائبریری قائم ہوئی ہے اور تحصیلی مدرسہ کی

عمارت اس کے لئے وقف کر دی گئی ہے۔ عمارت
کی دیوار پر نمایاں جگہ پر ایک پتھر لگا دیا گیا ہے
جس میں لائبریری کا نام اور سنہ کندہ ہے۔
حالانکہ یہ عمارت اس سے بہت پیشتر کی بنی ہوئی
ہے۔ بکرمی سمت چیت کے مہینہ میں قریب قریب
اسی زمانہ میں شروع ہوتا ہے۔ جب دن رات
برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح فصلی سمت بھی کنوار
میں اسی زمانہ میں شروع ہوتا ہے۔ جب دن رات
دوبارہ برابر ہو جاتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ یہ
تاریخیں قمری حساب اور لوند کے باعث ہمیشہ
انگریزی ایکوئی ناکس کے مطابق نہیں ہو سکتی
ہیں۔ جس کا ذکر آئندہ کروں گا۔ لیکن یہاں یہ
تحریر کرنا ضروری ہے کہ کسی زمانہ میں یورپ
میں بھی قریب قریب بکرمی سمت کے مطابق ہی
سال شروع ہوا کرتا تھا۔ سنہ ۴۶ قبل عیسوی
میں آخر کے دو مہینے یعنی جنوری اور فروری شروع
میں لگا دیئے گئے اور یکم جنوری کو سال شروع
ہونے لگا۔ مگر انگریزی مہینوں کے پرانے نام اب
بھی قائم ہیں۔ چنانچہ لاطینی زبان میں لفظ "سپتم"

سات کے معنے دیتا ہے ۔جس سے ستمبر کا لفظ
بنا ہے اور اس کے معنی ساتواں مہینہ ہوتے ہیں
گو اب وہ نواں مہینہ ہو گیا ہے ۔ اسی طرح آکٹو ۔
نووبم ۔ ڈیسم ۔ کے معنی سلسلہ وار آٹھ ۔ نو اور دس
ہوتے ہیں ۔ اور ان سے اکٹوبر ۔ نومبر اور دسمبر
کے نام بنے ہیں جو اس حساب سے درحقیقت
آٹھویں نویں اور دسویں مہینے تھے ۔ یہ لاطینی الفاظ
درحقیقت سنسکرت الفاظ[١٥] سے بنائے گئے ہیں ۔
جو ان سب کی مادری زبان ہے ۔موسموں کے لحاظ
سے درحقیقت یہی تقسیم مناسب ہے اور آج کل
ہندوستان میں انتظامی و مالی سال بھی اسی زمانہ
سے شروع ہوتا ہے ٭

ہجری اور عیسوی سنہ کی خوبیاں

ہجری سنہ جو ہم کو
مسلمانوں سے ملا ہے نہایت مفید اور دلچسپ
ہے یہ مہینہ کی ہر تاریخ کو چاند کی قدرتی شکل
میں ظاہر کرتا ہے ۔یعنی چاند کی صورت دیکھ کر

---

١٥ یعنی سپتم بمعنی ساتواں ۔ اشتم بمعنی آٹھواں ۔ نووم بمعنی نواں
دشم بمعنی دسواں ۔

ہر وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ آج فلاں تاریخ ہے
اسی کے ساتھ وقت کا بھی پتہ لگ سکتا ہے ۔
جس سے دنیاوی کاروبار اور انتظام میں بہت
آسانی ہوتی ہے ۔ اسی طرح عیسوی سنہ بھی نہایت
دلچسپ ہے گو یہ روزانہ تاریخوں کا پتہ نہیں دے
سکتا ۔ لیکن آفتاب کے ذریعہ سے مہینوں اور
موسموں کا پتہ بتا دیتا ہے ۔

ہندوستانی انتظام

ہندوؤں نے ان دونو خوبیوں کو پہلے ہی یکجا کر
لیا ہے ۔ بلکہ چاند کی گردش کے بموجب تاریخیں
مقرر کر کے ان میں یہ خوبی اور بڑھا دی ہے کہ
ہر مہینہ کے دو پاکھ کر دیئے ہیں ۔ چونکہ چاند کا
ہر حصہ مہینہ میں بڑا یا چھوٹا ہو کر دو بار نظر آتا
ہے ۔ اس لئے ہر حصہ کا یکساں نام رکھ کر اس
کی ایک تاریخ یا تتھ مقرر کر دی ہے ۔ چاند کی
روشنی بڑھنے کا زمانہ جب اس کی شکل سیدھی حرف
ڈی (D) کے مشابہ ہوتی ہے "سُدی پاکھ" کہلاتا ہے
اور تاریکی بڑھنے کا زمانہ جب وہ الٹی ڈی (D)
کی صورت اختیار کرتا ہے "بدی پاکھ" ۔ اب

چونکہ تاریخوں کی تقسیم چاند کی گردش کے بموجب
کی گئی ہے۔ اس لئے موسموں کی تبدیلی کا پتہ لگانے
کے واسطے ہر تیسرے سال ایک ماہ کبیسہ یعنی لونڈ
کا مہینہ اس خوبصورتی سے ملا دیا جاتا ہے کہ
چاند کی تاریخوں میں کوئی فرق نہیں ہونے پاتا اور
شمسی حساب بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ چیت سے
کنوار تک سات مہینوں میں لونڈ ہوتا ہے اور باقی
پانچ مہینوں میں یعنی کاتک سے پھاگن تک کبھی لونڈ
نہیں پڑتا۔ لونڈ کے ہر مہینہ کا نمبر عموماً انیسویں
سال آتا ہے اور جس مہینہ میں ایک بار لونڈ پڑ
جاتا ہے انیس برس تک اس مہینہ میں نہیں پڑتا
کیونکہ چاند کی زمین کے ہر جانب گردش قریب قریب
اسی عرصہ میں ختم ہوتی ہے۔ اس لئے اگر تین
سال یا انیس سال کا اوسط نکالا جائے تو دن
رات برابر اور بڑے چھوٹے ہونے کی تاریخیں
یکساں ملینگی۔ بکرمی اور فصلی سنہ ایک ساتھ کام
کرتے ہیں اور جو مہینہ ایک سنہ کا ہے وہی دوسرے کا۔

شمسی مہینوں کا نوروز

قمری مہینوں کے علاوہ شمسی مہینے علیحدہ

ہوتے ہیں۔ اُن کی ہر پہلی تاریخ یا نوروز کو "سنکرانت"
(تحویل) کہتے ہیں اور جو نام سنکرانت کا ہوتا ہے
وہی مہینہ کا بھی ہوتا ہے۔ اس حساب کے
واسطے آسمان کے بارہ فرضی حصّے کر کے بارہ
برج قائم کئے گئے ہیں۔ آفتاب ہر بُرج میں ایک
مہینہ رہتا ہے اور جو نام اس بُرج کا ہے وہی
اس کے نوروز یا سنکرانت کا ہوتا ہے۔ لوند کی
وجہ سے شمسی اور قمری مہینے ایک ساتھ کام
کرتے ہیں اور تیسرے سال فرق دور ہوتا رہتا
ہے۔

گریگورین اصول

آفتاب کی گردش کے متعلق انگریزی اور ہندوستانی
حساب میں پندرہ بیس دن کا فرق ہے ۱۷۵۲ء
تک اس قدر فرق نہ تھا۔ لیکن اس سنہ میں
انگریزوں نے گریگورین اصول قبول کر کے گیارہ
تاریخیں کم کر دیں۔ گریگورین حساب کو تمام یورپ
نے اب بھی قبول نہیں کیا ہے اور یکم ستمبر کو
روس میں ۲۱ اگست ہوتی ہے۔ چونکہ ہندوستانی
حساب سے ہماری فصلوں کے زمانہ میں کوئی

فرق نہیں پڑتا اس لئے ہم کو نئے اصول اختیار
کرنے کی ضرورت نہیں ۔

تیوہاروں کی تقسیم اس تمہید کے بعد ہندو
تیوہاروں کی اصلیت اور
جغرافیائی کیفیت آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔
ہندوؤں نے تیوہاروں کے لحاظ سے سال
کے بھی دو حصے کر دئے ہیں جن میں پہلا تقریباً
چار مہینے کا ہے اور دوسرا آٹھ مہینے کا۔ پہلا
حصہ اساڑھ سے کنوار تک اور دوسرا کاتک
سے اگلے جیٹھ تک رہتا ہے اور ہر حصہ کے
آخر میں نو درگا اور دسہرہ کا تیوہار ہوتا ہے۔
ہماری فصلوں کی تقسیم بھی ان ہی دو حصوں
کے مطابق ہے ۔

تیوہاروں کے بنیادی اصول ہر جاندار کو
دو چیزوں کی
ہر دم ضرورت ہے۔ اول جان کی حفاظت
دوم آرام۔ اسی لحاظ سے ان تیوہاروں کا
کا سلسلہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے حصہ
میں جان کی حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے اور

اور دوسرے ہیں آرام کا - اور ہر دسہرہ پر اگلے حصہ سال کے تیوہاروں کی بنیاد قائم کر دی جاتی ہے ؛

خدا کی عجیب حکمت

عموماً اساڑھ میں آفتاب خط سرطان پر پہنچ کر وکشنائن ہو جاتا ہے - یعنی جنوب کو خط جدی کی جانب جانے لگتا ہے - یہ زمانہ ابتدا میں نہایت تفریح کا ہوتا ہے - مگر جب کچھ عرصہ تک بارش ہو کر نباتات بکثرت پیدا جاتے ہیں تو مختلف وبائی امراض ہزارہا مخلوق کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں اور جان کے لالے پڑ جاتے ہیں - لیکن جو لوگ خوش قسمتی سے زندہ بچ جاتے ہیں اُن کے واسطے یہی برسات آبحیات کا کام دیتی ہے - اور فصل کی تیاری کا خاص باعث ہوتی ہے - برسات کے چار مہینوں میں ہندوؤں کے قریب قریب اتنے ہی تیوہار ہو جاتے ہیں - جتنے جاڑے اور گرمیوں کے آٹھ مہینوں میں - چونکہ اب جنگل کاٹ کر آبادیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ اس لئے ہم برسات کی مصیبتوں کو بخوبی محسوس

نہیں کر سکتے ہاں ترائی کے باشندے بیشک ان کا
کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں ؛

ایشائی قوموں کے اصول عام

یہاں ایک خاص بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایشائی قومیں دو کاموں کو نہایت مفید اور ضروری سمجھتی ہیں - اوّل متواتر دعائے خیر کرنا - دوم پرماتما یا اس کے کسی اوتار یا دیوتا یا بزرگ کا نام لینا - ان قوموں کو یقین ہے کہ ان کے متواتر وردوں سے نہ صرف صفائے قلب اور روحانی ترقی ہوتی ہے - بلکہ انسان ہر قسم کے آفات و بلیات سے محفوظ رہتا ہے - اب مغربی تہذیب بھی اسکی حامی ہونے لگی ہے - اور جنرل سر بیڈن پاول نے اسکاؤٹس کو دعائے خیر کی خاص ہدایت کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کسی ریلوے ٹرین کو جاتے ہوئے دیکھیں۔ تو دل میں دعا کریں کہ اس کے سب مسافر بہ آرام تمام اپنی اپنی منزلوں پر پہنچ جائیں وغیرہ وغیرہ اسی طرح ہمارے بادشاہ معظم کے حکم سے ہر سال ۱۱ نومبر کو تمام رعایا ہر جگہ مل کر دو منٹ کے واسطے

مقتولین جنگ کے حق میں دعاے خیر کرتی ہے۔
اور جنگ کے زمانہ میں بھی اسی طرح جا بجا گرجا
مسجد اور مندروں میں فتح کی دعا کی جاتی تھی ❊

دعا کرنا درحقیقت ایک قسم کی خالص اور کامل
نیکی کرنا ہے۔جس میں ہمارا کچھ خرچ نہیں ہوتا اور
اس کی قوت کا اندازہ خود مشق کرنے سے ہوتا ہے
جو صاحب چاہیں خاموشی سے ایک ماہ تک اس
کو آزما کر دیکھ لیں اور دل میں برابر ہر دوست
و دشمن کے حق میں دعاے خیر کرتے ہیں۔آخر
میں ان کو خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان کے قلب
کی حالت کس قدر عمدہ ہو گئی ہے۔یہی خوبی پاک
ناموں کے ورد میں بھی ہے ❊

مسلمان اور انگریزوں کے عام اصول

ایشائی قوموں نے
سوسائٹی کو ان دونو اصولوں میں جکڑ دیا ہے تا
ہر شخص ان سے مجبوراً کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل
کر سکے۔چنانچہ اگر دو مسلمان آپس میں ملتے
ہیں تو ایک کہتا ہے "السّلامُ علیکم" یعنی آپ پر
سلامتی ہو یا آپ کا بھلا ہو۔ اور دوسرا جواب

دیتا ہے "وعلیکم السلام" یعنی "اور آپ پر بھی سلامتی ہو یا آپ کا بھی بھلا ہو" غرض کہ دونو ایک دوسرے کو دعا دیتے ہیں۔ اور جو شخص پہلے سلام کرتا ہے وہی ثواب کا مستحق ہے اور جواب دینے والا اگر جواب نہ دے تو گنہگار۔ اسی طرح انگریزوں میں دو شخص ملنے پر "گڈ مارننگ" گڈ ایوننگ یا گڈ ڈے" وغیرہ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ "یہ صبح یا شام کا وقت یا یہ دن آپ کے واسطے مبارک ہو"۔ یا "آج صبح یا شام یا دن کو آپ کا بھلا ہو"۔ اسی طرح باقی ہر سلام کی حالت ہے۔ اب نام دیکھئے۔ مسلمانوں میں نام کے ساتھ "محمدؐ" کا لفظ جو پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے نہایت ضروری ہے اور ہر مسلمان اپنے نام کے شروع میں لفظ محمدؐ استعمال کر سکتا ہے۔ اسی طرح عبداللہ۔ عبدالحق۔ محمدؐ علی محمدؐ احمد۔ باقر حسین وغیرہ وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں۔ انگریزوں میں بھی "جیمس" ۔ "جان" وغیرہ ۔ ۔ ۔ خاندانی نام ہوتے ہیں یا ذاتی۔ چنانچہ پکے ملحد کو بھی بات چیت کرنے یا کتاب وغیرہ پڑھنے میں

روزانہ کوئی نہ کوئی نام بار بار لینا اور ملاقات کے وقت دعائے خیر کرنا پڑتا ہے۔ جو ایک درجہ تک اس کی صفائی قلب کا باعث ہے۔ اسی طرح بات بات پر بسم اللہ ۔ سبحان اللہ ۔ ماشاء اللہ ۔ انشاء اللہ ۔ استغفر اللہ ۔ نعوذ باللہ بولا جاتا ہے۔ اور انگریزی میں بھی "گڈ گاڈ" وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے ٭

رام رام رام ہندوؤں نے پاک نام اور دعائے خیر کو بات بات پر ملانے کی کوشش کی ہے مثلاً دو شخص مل کر "جے رام جی" یا "جے سری کرشن" کرتے ہیں۔ یعنی فتح یا بھلائی کی دعا کر کے بے غرضانہ طور پر اس کو رام یا کرشن ارپن کر دیتے ہیں اور ذاتی نفع کی خواہش معیوب سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صرف رام رام ہی کہہ دیتے ہیں۔ جس میں اس بے غرضی کا ذکر بھی نہیں ہونے پاتا۔ اگر تکلیف ہوتی ہے۔ تو "ہے رام" اگر خوشی ہوتی ہے تو "رام نے سن لی" یا "رام نے دیا کی" کہتے ہیں۔ بلکہ نفرت کے وقت بھی "رام رام رام" کہنے لگتے ہیں۔ اور ان کے نام

بھی " رام کرشن " " رادھا کرشن - شیو پرشاد - شیو شنکر
کشن نرائن - سیتا رام " وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں ۔

خیرات کی ضرورت اور چار ورنوں کی کیفیت

اس قوم نے دعائے خیر اور پاک نام کے علاوہ حتی
المقدور خیرات کو بھی قریب قریب اُسی قدر اہمیت
دی ہے اور سعدی کے شعر ؎

نیم نانے گر خورد مرد خدا
بذل درویشاں کند نیمے دگر

پر ہزارہا سال پیشتر سے عمل کیا ہے ہندوؤں
نے خیرات ہی پر سوسائٹی کی بنیاد قائم کر کے تہذیب
کو اعلےٰ درجہ پر پہنچایا ہے - اور ہمیشہ خیرات کر کے
برہمنوں کو ہر قسم کی فکر سے آزاد رکھا ہے - جس
سے ان کو علمی تحقیقات کرنے اور علوم و فنون
کے اصول معلوم کر کے شاستر بنانے کا موقع ملا
دنیا کے تمام فاضلوں کے موافق برہمن لوگ صرف
علمی تحقیقات کرنے اور اصول بنانے والے ہیں
اور کشتری اور ویش ان اصول کے بموجب انتظامات
کرنے والے اور شودر اس زبردست قومی کارخانہ کی

مشین ہیں جن کے ذریعہ سے اُن اصُول پر عمل کر کے تہذیب کو ترقی دی جاتی ہے اور پُورا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے ۔ اب بھی بعض ریاستوں میں علما کو وظیفے دیکر علمی تحقیقات پر مامور کیا جاتا ہے اور وہ پرانے زمانے کے برہمنوں کی طرح فکر معاش سے آزاد ہو کر بہ آرام تمام اپنے فرض منصبی میں مشغول رہتے ہیں ۔ عوام اُنکی قدر و منزلت اور حفاظت کرتے ہیں اور علمی تحقیقات سے ہر طرح فائدہ اُٹھاتے اور تہذیب کو ترقی دیتے ہیں ۔ عالموں اور فلسفہ جاننے والوں کی زندگی ہمیشہ نہایت سادہ ہوتی ہے اور وہ اپنے خیالات میں اس قدر ڈوبے رہتے ہیں کہ دنیا کے انتظامات کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی ۔ اسی وجہ سے وہ اس قدر بھولے اور سیدھے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو بے وقوف سمجھ کر ہنستے ہیں ۔ لیکن ان کی قابلیت کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اُن کی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا موقع ملا ہو ۔ یہ لوگ اصُول بنا کر سوسائٹی کے زبردست کارخانہ میں موجد اور رہنما کا کام دیتے ہیں ۔ اور ہندو سوسائٹی میں برہمن کہلاتے ہیں ۔

کشتری اور ویش ان اصول پر شودروں کے ذریعہ
سے عمل کر کے ملک کو مہذب فارغ البال اور
مالا مال کر دیتے ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہئے
کہ برہمن سوسائٹی کے دماغ کا کام دیتے ہیں جو
صرف غور کرنا ہے۔ دوسرا کام نہیں۔ کشتری اور
ویش بازو اور ٹانگوں کا کام دیتے ہیں۔ جو اپنے ہاتھ
پاؤں یعنی شودروں کی مدد سے سب کام سرانجام
دے کر ترقی اور تہذیب کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن
ہر عالم و فاضل یا اہل فن ایک ہی درجہ کی قابلیت
نہیں رکھتا اور اسی کے بموجب کمی و بیشی کے ساتھ
اس کی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ بالکل یہی حالت
برہمنوں اور باقی قوموں کی رہی ہے اور ہر ایک
کی تنظیم کے مختلف مدارج قائم کر دئے گئے ہیں۔
(آمدم بر سر مطلب) آپ ہندو تیوہاروں کے مسئلہ
کو سمجھنے کے واسطے ان تینوں اصول یعنی خدا کا نام
دعائے خیر اور خیرات کو ذہن نشین کر لیجئے۔

تعصب کا انسداد اور نجات

تیوہاروں کے پہلے حصے یعنی
اساڑھ سے کنوار تک کے زمانہ کو سمجھنے کے لئے

یہ بھی عرض کرنا مناسب ہے کہ جب کوئی عام
مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو لوگ اپنا موجودہ
کام فوراً ملتوی کر کے بخیال حفاظت خود اختیاری
پہلے جان و مال بچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن
اس پر بھی اگر کوئی مصیبت میں پھنس کر جان بحق
ہو جائے تو اُس کی آخری خدمت تجہیز و تکفین یعنی
کریا کرم کر دیتے ہیں - اور حتی المقدور یادگار قائم
کرنے کی کوشش کرتے ہیں - لیکن خوش قسمتی سے جو
لوگ وبا سے بچ جاتے ہیں وہ اس نجات پر
نہایت خوشی منا کر آئندہ بہ آرام زندگی بسر کرنے
کا انتظام کرتے ہیں - ہندوؤں کے تیوہار اسی سلسلہ
سے زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم ملے ہوئے ہیں ؏

سیتا جی کی تلاش

یہاں کسی زمانہ میں جنگلوں کی کثرت کے باعث برسات
میں بستیوں سے باہر نکلنے کو بمشکل راستہ ملتا تھا -
اور گھاس وغیرہ اس تیزی سے بڑھتی چلی جاتی تھی
جس طرح اب بھی مکانوں کی چھتوں پر بار بار
پیدا ہو کر چین نہیں لینے دیتی - وباؤں کا اُس زمانہ
میں ہر دم خوف رہتا تھا اور شادی وغیرہ بڑے

ضروری کام ملتوی کرنے پڑتے تھے - چنانچہ شری رامچندر جی نے بھی پمپاپور پہنچ کر برسات آجانے پر سیتا جی کی تلاش سا ضروری کام ملتوی کر دیا - حالانکہ ان کو اپنی محترم بیوی کی جدائی ہر گھڑی شاق تھی ÷

دیوشیینی ایکادشی

چنانچہ ہندوؤں نے آخر اساڑھ میں جب آفتاب خط سرطان سے جنوب کو جانے لگتا ہے کام ملتوی کرنے کی ایک تاریخ مقرر کر کے اس کا نام "دیو شیینی ایکادشی" رکھا ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ دیوتا لوگ جو صفات حسنہ و فاضلہ کا اعلےٰ نمونہ ہیں - اور جن کو پیش نظر رکھ کر ہم شادی کی رسمیں اور دنیاوی کام شروع کرتے ہیں اس تاریخ کو سو گئے یا معطل ہو گئے - واضح ہو کہ دیوتا چار ماہ بعد یعنی کاتک میں دیوالی کے دس گیارہ روز بعد جب کسی وبائی مرض کا خوف نہیں رہتا جاگتے ہیں اور اس وقت بڑے بڑے کام شروع ہوتے ہیں - اس کا ذکر آیندہ کیا جائے گا ÷

بیاس پوجا

دیو شینی ایکادشی کے چار روز بعد بیاس پوجا کا تیوہار ہوتا ہے اس روز اُستاد یعنی گرو کی گدّی کی پوجا ہوتی ہے اور تعلیمی سیشن ختم ہو کر مدرسے بند کئے جاتے ہیں۔ اور لڑکوں کو ایّام تعطیل میں برسات کی دل خوش کن ہوا اور سبزہ زار سے مسرت حاصل کرنے اور آنے والے مہلک امراض سے نجات پانے کی کوشش کا موقع دیا جاتا ہے +

ہریالی تیج

چونکہ دیو شینی ایکادشی پر سبزہ پیدا ہو کر دس پندرہ روز میں نہایت سرور کی حالت پیدا ہو جاتی ہے - اس لئے ساون کے مہینہ میں عورتیں "ہریالی تیج" کا تیوہار مناتی ہیں - اور جھولا جھول کر حمد خدا یعنی پرماتما کی اُستتی کے راگ گاتی ہیں - اس سوال کا جواب کہ "یہ تیوہار صرف عورتیں کیوں مناتی ہیں؟" یہ ہے کہ ہندوستان میں فنون لطیفہ مثلاً گانا - تصویر کھینچنا - نقشہ کشی - بیل بوٹہ بنانا - کشیدہ کاڑھنا وغیرہ وغیرہ خاص عورتوں کا حصہ رہا ہے اور وہی ان میں مہارت پیدا کرتی تھیں - ظاہر ہے

کہ جو شخص تصویر بنانے میں کامل ہے وہی نظارہ
کی اصلی خوبی پہچان کر سرور حاصل کر سکتا ہے۔
اس لئے اس سبزہ زار کا نظارہ عورتوں کے
سُرور کا خاص باعث ہوتا تھا اور جھولا سُرور کو
دوبالا کر دیتا تھا۔ جھولا جھولنے سے بغیر کسی
نشہ کے خود بخود لطف و سرور محسوس ہونے
لگتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچوں
کو جب گود میں لے کر اِدھر اُدھر ہلاتے ہیں۔
یا پالنے میں لٹا کر ہلکی جنبش دیتے ہیں تو روتے
ہوئے بچے خاموش ہو کر تھوڑی دیر بعد اُسی
سرور میں سو جاتے ہیں۔ دیسی مکاتب کے لڑکے
اسی کی غرض سے پڑھتے وقت ہلنے لگتے ہیں۔
میلوں میں لوگ اسی وجہ سے چرخ پر جھولتے
اور گھومتے ہیں۔ چلتی ریل میں ہمارے جسم کو
جنبش ہوتی ہے اور اسی سرور کے باعث اکثر
نیند آ جاتی ہے۔ غرضکہ اوّل سبزہ زار کا سرور
اس پر جھولے کا سرور اور ان سب سے بڑھ
کر خدا کی حمد و ثنا کا سرور عورتوں کو محو کر دیتا
ہے اور وہ آٹھ دس دن نہایت خوشی سے

گذارتی ہیں اور اس تیوہار کو منا کر اور سہاگ کی دیبی یعنی پاربتی جی کا پوجن کر کے دعا کرتی ہیں۔ کہ پرماتما اس سرور سے ہمیشہ سب کو فیضیاب کریں۔ لڑکیاں یہ تیوہار زیادہ تر اپنے والدین کے یہاں مناتی ہیں۔ کیونکہ وہاں ان کو سسرال سے زیادہ آزادی نصیب ہوتی ہے اور مشاہدۂ قدرت کا کافی موقع ملنے پر سرور دو بالا ہو جاتا ہے

ناگ پنچمی مگر سبزہ زار کا سرور دیرپا نہیں ہے کیونکہ خدا کی ہزار ہا مخلوق یعنی سانپ وغیرہ بھی اس کو اپنا مسکن بناتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دو چار روز بعد ہی ناگ پنچمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ جس میں سانپوں سے حفاظت کی دعا کی جاتی ہے۔ اس ملک میں سانپ نہایت خوفناک دشمن ہے۔ درندے اور زہریلے جانور ہمارے مکانوں سے عموماً باہر رہتے ہیں اور اکثر اُن کے کاٹنے پر فوراً تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جس سے ہم کو اپنی حفاظت کا موقع مل جاتا ہے بخلاف اس کے سانپ ہمارے گھر کے کسی گوشہ

بیں آ کر چھپ جاتا ہے اور خبر نہیں ہوتی ۔ پھر
اس کے کاٹنے کے بعد بھی کوئی تکلیف محسوس
نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کا سرور پیدا ہو کر نیند
آنے لگتی ہے ۔ اسی وجہ سے بعض اوقات سوتے
ہوئے آدمیوں کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ صبح
چار پائی پر مرے ہوئے ملتے ہیں ۔ مگر خدا کی
قدرت دیکھئے کہ عموماً ہر جاندار اسی وقت ستاتا
ہے ۔ جب وہ بھوکا ہو یا دب جائے ۔ اسی
لئے ناگ پنچمی پر بعض لوگ سانپوں کو دودھ
پلا دیتے ہیں ۔ تاکہ وہ سیر ہو کر اپنا راستہ
لیں اور کسی کو نہ ستائیں ۔ یہاں مختصراً یہ عرض
کرنا مناسب ہے کہ ناگ ایک قوم کا بھی نام
تھا ۔ لیکن چونکہ اس کا تعلق تاریخ سے ہے ۔
اس لئے زیادہ سمع خراشی کی ضرورت نہیں *

سلونو

اب رفتہ رفتہ جس قدر زمانہ گذرتا
ہے ۔ برسات کا تاریک چہرہ سامنے
آتا جاتا ہے ۔ اس لئے دُور اندیشی کے لحاظ
سے سلونو کا تیوہار منایا جاتا ہے ۔ لفظ سلونو
فارسی الفاظ "سال نو" سے بنا لیا گیا ہے ۔ جس

کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ ہندوؤں کا سب سے
پہلا بڑا تیوہار سال میں یہی ہے[1] - ہندی میں
اس کو "رکشا بندھن" کہتے ہیں - اس روز برہمن
تپسیہ اور ریاضت کر کے خلق خدا کی حفاظت کی
غرض سے ان کی جان بچانے کے لئے راکھی یعنی
تعویذ بناتے ہیں جو بطور حفظ ماتقدم دعا کے
ساتھ کلائی پر باندھ دیا جاتا ہے - اس محنت
کے صلہ میں ہر شخص ان کو تھوڑی سی دکشنا
یا نذرانہ پیش کر دیتا ہے - کیونکہ کسی بزرگ کی
خدمت میں خالی ہاتھ جانا معیوب ہے - بدقسمتی
سے اب اس تعویذ کے بجائے خالی ڈورا رہ
گیا ہے - اور برہمنوں کی خدمت میں ہم خود
نہیں جاتے بلکہ راکھی کو بھیک مانگنے کا وسیلہ
سمجھ کر ان کی حاضری کا انتظار کرتے ہیں -
جاہلوں نے لالچ کے باعث اس کو بھیک مانگنے

[1] فصلی سنہ بلحاظ زراعت ساون کو شروع ہوتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اکبر کے زمانہ میں اس تیوہار کا نام سال نو رکھا گیا تھا لیکن تحصیل وصول کا کام کنوار میں شروع ہوتا ہے - اس لئے کاغذات میں بعض اوقات بجائے ساون کے کنوار میں سنہ کی تبدیلی تحریر کی جاتی ہے

اور در بدر مارے پھرنے کا وسیلہ بنا لیا ہے۔ لیکن راکھی درحقیقت حفاظت کا تعویذ ہے ۔ اب بھی ہندو اور مسلمان مائیں اپنے بچوں کے گلے میں اسی طرح تعویذ ڈال دیا کرتی ہیں ۔

دیوار کی تصویریں سلونو پر فصل خریف کے سبز پودے بھی نظر آنے لگتے ہیں ۔ اور اس روز برسات کا دلکش نظارہ صاف نمایاں ہوتا ہے ۔ اس کو وہی لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں ۔ جنہوں نے آفتاب یا پورنماشی کے ماہتاب کی روشنی کو بادلوں کے اندر بار بار دھندلی اور چمکیلی ہونے کا سبزہ زار میں نظارہ کیا ہو ۔ اس زمانہ میں چڑیاں جابجا چہچہاتی ہیں ۔ مور بولتے ہیں اور مختلف پرند حالت سرور میں اِدھر اُدھر اڑتے پھرتے ہیں۔ عورتیں اس نظارہ کی تصویر دیواروں پر سرخ گیرو سے بناتی ہیں ۔ جو برسات کے موسم میں اُنگلیوں پر لگنے سے پتی اور بہت سے جلدی امراض سے حفاظت کرتا ہے ۔ اگر آپ ان تصویروں کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو اُن میں زیادہ

تر پرند بیٹھیں گے ان کے وسط میں تصویر کشی کا کانٹا
ہوتا ہے۔ جو ایک مقررہ سلسلے میں نقطے رکھ
کر بنایا جاتا ہے اور اُن کے ملانے میں اگر کہیں
ذرا بھی غلطی ہو جائے تو حساب کے سوال کی
طرح جواب بھی غلط ہو جاتا ہے۔ اور تصویر صحیح
نہیں بن سکتی۔ افسوس ہے زمانہ نے ان تصویروں
کو بھدا کر دیا ہے۔

غیر خاندان میں شادی کے فائدے اور لڑکیوں کی دعائے خیر

ہندو اپنی لڑکیوں کی شادی غیر
خاندان میں کرتے ہیں۔ جس سے نہ صرف خاندانی
امراض وغیرہ کی سختی کم ہو جاتی ہے بلکہ اس طرح
غیر لوگوں سے رشتہ پیدا ہو کر محبت و اتحاد
بڑھتا ہے اور ان کی اولاد آپس میں بھائی بھائی
ہو جاتی ہے۔ اس طرح ہر لڑکی کی شادی پر نئے
رشتہ داروں کی تعداد میں ترقی ہو کر ایک دوسرے
کے مددگار اور خیر خواہ نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے
رہتے ہیں۔ چنانچہ سلونو کے روز لڑکیاں نہ صرف
اپنی سسرال میں تیوہار مناتی ہیں۔ بلکہ اپنے

بھائیوں عزیزوں اور بزرگوں کی پیشانی پر قشقہ یعنی ٹیکا لگا کر اُن سب کی جان و مال کی حفاظت اور تندرستی کی دعا کرتی ہیں ٭

سیبوئیں کا چُگا اس تہوار پر نئے اناج کی چھوٹی چھوٹی سیبوئیاں جو کے برابر یقیناً ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں اور اب بھی بعض اوقات عورتیں ایسی ہی بناتی ہیں - یہ درحقیقت خوبصورت پرندوں کا چُگّا ہے - جس کو کھا کر یہ ہم سے ہل جاتے ہیں - اور برسات میں مکانوں پر بار بار آ کر ہم کو نہ صرف اپنی سہاونی بولی اور خوبصورت شکلوں سے محظوظ کرتے ہیں - بلکہ چُگّے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور کھانے کے ذروں سے بھی جن کا ہم کو مطلق پتہ نہیں ہوتا مکان صاف کر دیتے ہیں - اور وہ سڑ گل کر بیماری اور وبا کا باعث نہیں ہونے پاتے - اس روز ہندو پوجن کر کے دعا کرتے ہیں - کہ اے پرماتما ہماری جانوں کی حفاظت یا رکشا کیجئے ٭

ہل چھٹھ ساونو کے دس پندرہ دن بعد وہ

تیوہار اور ہوتے ہیں ۔ ایک ہل چھٹہ ۔ دوسرا اوگ دوادشی ہل چھٹہ کو دیہات میں ہل کی پوجا ہوتی ہے کیونکہ وہ فصل خریف میں کار آمد ثابت ہو چکا ہے اس پر خدا کا شکر ادا کر کے دعا کی جاتی ہے ۔ کہ یہ آیندہ فصل میں بھی اسی طرح مفید ثابت ہو۔ اس کے بعد نو عمر لڑکے خوشی کے ساتھ فصلی پھل اور بھنا ہؤا اناج برگد یا ڈھاک کے درخت کے نیچے اسی طرح بیٹھ کر کھاتے ہیں ۔ جس طرح ہم لوگ اب بھی برسات میں دوستوں کے ساتھ آم کے باغوں میں جا کر تفریح کرتے ہیں ۔ اور پکنک (Picnic) سے محظوظ ہوتے ہیں یہ تیوہار ویش لوگوں میں خاص اہمیت رکھتا ہے ؞

اوگ دوادشی

اوگ دوادشی کے روز گائے اور اس کے بچوں کی حفاظت کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ انہی کے بدولت ہل مفید ثابت ہؤا اور ہندوستان میں یہی اصلی دولت ہے ۔ دوسرا جانور ہماری فصل پیدا نہیں کر سکتا اس تیوہار پر عورتیں گائے اور اس کے بچوں کو بھیگے ہوئے چنے کھلاتی ہیں ۔ اور اس کے بعد

خود بھی استعمال کرتی ہیں - کیونکہ برسات کے باعث نئے چنے کی گرمی جاتی رہتی ہے اور وہ استعمال کے قابل ہو جاتا ہے ؎

جنم اشٹمی

اب بھادوں کا مہینہ یعنی وَدیا کا زمانہ سر پر آگیا - خاص اسی وقت ہندوؤں کے پورن برہم اوتار سری کرشن مہاراج کا جنم ہؤا ہے - جو ہمیشہ مصیبت کے وقت رکشا (حفاظت) کرتے ہیں - ہندوؤں میں دو اوتار بڑے مانے جاتے ہیں ایک سری کرشن مہاراج اور دوسرے سری رام چندر جی مہاراج - سری کرشن مہاراج کا اوتار عین مصیبت کے زمانہ میں اور سری رامچندر جی مہاراج کا عین راحت کے زمانہ میں ہوتا ہے - ان میں جغرافیائی دلچسپی یہ ہے کہ یہ دونو اوتار دن رات برابر ہونے کے زمانہ میں ہوتے ہیں جو لوند کے باعث عموماً قریب چھ ماہ کے فاصلہ سے ہؤا کرتا ہے - یعنی ایک آخر مارچ کے قریب اور دوسرا آخر ستمبر کے - جنم اشٹمی پر سری کرشن مہاراج کے جنم کی خوشی منا کر تمام انسانوں کی بہتری اور حفاظت کی دعا اور بھجن ہوتے

ہیں - اب چونکہ وبائی زمانہ قریب آ گیا اس
لئے قریب قریب ہر تیوہار پر برت رکھے جاتے
ہیں جو برسات میں تندرستی کے واسطے خاص طور
پر مفید ہیں ٭

پتھر چوتھ

جنم اشٹمی کے بعد وبا کا عین وقت
آ جاتا ہے اور اس کی آمد کی اطلاع
کے واسطے پتھر چوتھ کا تیوہار منایا جاتا ہے -
جن صاحبوں نے وبائی امراض کا ابتدائی زمانہ
دیہات یا قصبات میں دیکھا ہے وہ ضرور جانتے
ہیں کہ وبا دور کرنے کے واسطے عوام شگون کے
طور پر مٹی کے گھڑے وغیرہ پھینکتے اور شور مچاتے
ہیں - کہ وہ گیا - وہ بھاگا - یہ وبا کو بھگانے کا
علاج سمجھا جاتا ہے - اور گو یہ رسم بظاہر بد نما
معلوم ہوتی ہے - لیکن بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس
بہانہ سے ہر گھر مٹی کے میلے اور کثیف برتنوں
سے صاف ہو جاتا ہے - بیماریاں اکثر پانی کے
ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں اور میلے برتنوں میں
پانی رکھنے سے وبا کا آنا لازمی ہے - دوم شور
مچانے اور گھڑے پھینکنے سے تمام بستی کو وبا کا

پتہ لگ جاتا ہے - اور ہر شخص حتی المقدور اس کے واسطے تیار ہو جاتا ہے - سوم سب لوگوں کے خیال کی قوت یک جائی اثر کرتی ہے - چنانچہ پتھر چوتھ در حقیقت گھڑے پھینکنے اور سب کو اطلاع کرنے اور پھر تمام بستی کے اپنے اپنے گھروں میں حفاظت کی دعا کرنے کا تیوہار ہے گو اس کی صورت اب مسخ ہو کر ایک دوسرے کے گھر میں اینٹیں پھینکنا رہ گیا ہے ؛

بلدیو چھٹھ اب وبائی امراض سر پر آ گئے اور ہر شخص اپنی اپنی جان و مال کی حفاظت کی فکر میں پڑ گیا - چنانچہ پتھر چوتھ کے دو روز بعد بلدیو چھٹھ کا تیوہار ہوتا ہے - بلدیو جی سری کرشن مہاراج کے بڑے بھائی موسل سے جان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ایک ہاتھ میں ہل ہے جو ہمارا اصلی مال ہے - چنانچہ اس روز بھی جان و مال کی حفاظت کی دعا کی جاتی ہے - اسی روز بلدیو جی کا جنم ہوا ہے ؛

رادھا اشٹمی اس کے دو روز بعد رادھکا جی کا جنم ہو کر عین پریشانی کے زمانہ میں

تسکین کا باعث ہوتا ہے اور رادھا اشٹمی منائی جاتی ہے۔

باون دوادشی پھر تین چار روز بعد باون دوادشی کا تیوہار ہوتا ہے۔ اس روز باون اوتار ہؤا ہے۔ اس طرح عین ایام مصیبت میں پرماتما مختلف طرز سے جلوے دکھا کر ہمارے آئندہ اطمینان اور شانتی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس تیوہار پر بھی پوجن اور دعا کی جاتی ہے۔ اور چونکہ باون مہاراج لڑکے کی شکل میں نمودار ہوئے تھے۔ اس لئے لڑکے چھٹے بجاتے ہیں اور حمد خدا اور دعا کے بھجن گا کر تیوہار مناتے ہیں۔ چونکہ بچے باجا بجانا نہیں جانتے اس لئے موسیقی کی ابتدائی تعلیم لکڑی کے ڈنڈوں یعنی چھٹوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ معصوم بچوں کی دعا عموماً پُر اثر ہوتی ہے جس کی اس مصیبت کے زمانہ میں نہایت ضرورت ہے۔

اننت چودس اس کے دو روز بعد دیا کے عین شباب میں اننت چودس ہوتی ہے۔ اس میں عورتیں اپنی اور اپنے خاوندوں اور بچوں

کی نئی زندگی کے واسطے اننت بھگوان سے دعا مانگتی ہیں اور اپنی روحانی قوت سے اننت تعویذ بنا کر خود استعمال کرتی ہیں - اور مرد بھی پہنتے ہیں ۔

پترپکش اور پتھرو سرجنی اماوس

لیکن ان تیوہاروں سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وبائی امراض میں دوا کا استعمال نہیں ہوتا تھا یا ہر شخص ان تیوہاروں کو پورے طور پر مناتا رہا ہے - مختلف الخیال لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں - اور اس وجہ سے ہر شخص کو مختلف نتیجہ ملتا رہا ہے - چنانچہ جب اس زمانہ میں موتیں واقع ہونے لگیں تو ہندوؤں نے نہایت کفایت شعاری سے اننت چودس کے بعد چاند کی سولہ شکلوں کے بموجب مُردوں کے واسطے سولہ دن وقف کر دیئے - ان میں نہ صرف اُن کی تجہیز و تکفین یعنی کریا کرم وغیرہ ہوتا تھا - بلکہ مرحوم بزرگوں کی یادگار میں چند رسمیں ادا کی جاتی تھیں - اب بھی ان ایام میں ہندو لوگ مختلف رسموں کو ادا کر کے ان کی یادگار ہمیشہ قائم رکھتے ہیں

اور دعاے خیر کرتے ہیں اور بغرض اظہار غم نئے کپڑے بدلنا اور حجامت بنوانا یا نیا کام شروع کرنا ملتوی رکھتے ہیں۔ پتر پکش کی ہر تاریخ سال کے تمام مہینوں کی سدی اور بدی تتھ کا یکجائی کام دیتی ہے۔ اور جس تاریخ کو کوئی موت واقع ہوتی ہے۔ وہی تتھ اس کے واسطے مخصوص کر دی جاتی ہے۔ پتر پکش کا آخر روز یعنی پترو سرجنی اماوس تمام بزرگوں کے واسطے (خاص کر جن کی موت کی تاریخ معلوم نہیں ہے) وقف ہوتا ہے اور اس روز سب کے حق میں دعاے خیر کر کے خیرات کی جاتی ہے اس کے علاوہ سال میں موت کی اصلی تاریخ بھی اُن کے نام پر وقف کی جاتی ہے اور اس روز تمام ضروری کام بند رہتے ہیں *

قبر بنانے اور مردے جلانے کی ضرورت

بزرگوں کی یادگار قائم کرنے کا مختلف ملکوں میں مختلف طریقہ ہے ایران۔ عرب۔ مصر وغیرہ میں جہاں بارش کی کمی کے باعث نباتات کی نشو و نما کافی نہیں ہونے پاتی۔ اور بہت سی زمین غیر مزروعہ پڑی رہتی ہے قبریں

بنائی جاتی ہیں۔اس طرح ہر بزرگ کی قبر بنا کر نہ صرف اس کی یادگار قائم کی جاتی ہے۔ جس کی مستقل اور ہزار ہا برس کی زندہ مثال اہرام مصر (Pyramids) ہیں بلکہ زمین کو زرخیز بنانے کا ذریعہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔مسلمان زیادہ تر قبریں کچی رکھتے ہیں تاکہ ان پر گھاس پیدا ہو اور اس سے زبردست آکسیجن نکل کر خلق خدا کی زندگی کا باعث ہو۔گویا کہ ہر شخص مرنے کے بعد بھی اپنا جسم دوسروں کی بھلائی کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ ان ملکوں میں نباتات کی کمی کے باعث لکڑی بھی مختصر ہی مل سکتی ہے اور وہ روزانہ ضروریات (مثلاً کھانا پکانا۔عمارت بنانا وغیرہ) میں کام آ جاتی ہے۔اس لئے اگر وہاں کے باشندے مردوں کو جلانے لگیں تو خوراک اور مکان کے بغیر ان کو خود مردوں میں شامل ہونا پڑے۔بخلاف اس کے ہندوستان میں نباتات کی کثرت ہے۔ لکڑی بافراط ملتی ہے اور حیوانات بکثرت پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں۔ اس لئے زمین ہمیشہ زرخیز رہتی ہے۔ اگر تمام ہندو قبریں بنانے لگیں

تو چونکہ اوسط طور پر ساٹھ سال میں آبادی تبدیل
ہو جاتی ہے اس لئے پانچ چھ سو برس میں تمام
ہندوستان گورستان بن جائے اور زندوں کو نہ
کھانے کی جگہ ملے نہ رہنے کی اسی لئے ہندو
اپنے بزرگوں کی یادگار نہایت کفایت شعاری سے
اس طرح سینہ بہ سینہ قائم رکھتے ہیں جس طرح
انہوں نے ہزاروں سال تک اپنی متبرک کتب یعنی
وید و اُپنشد وغیرہ کو زبانی یاد رکھا۔ گو خاص
صورتوں میں مُردوں کو پانی میں بہانے یا سمادھ یا
قبر بنانے کی بھی اجازت ہے۔ لیکن عموماً اُن کو جلا
کر وبائی امراض سے ہڈیوں کو صاف کر دیا جاتا ہے
اور پھر کسی دریا میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ پانی بھی
صاف ہوکر وبائی امراض کو روکے اور زمین کو
زرخیز کرے اور سب کا بھلا ہو۔ پلیگ کے مریضوں
کی لاشیں اسی وجہ سے اب بھی جلائی جاتی ہیں۔
اس سولہ روز کے عرصہ کو پترپکش کہتے ہیں۔ اور
اس کے ختم ہونے پر وبائی زمانہ بھی قریب قریب
ختم ہو جاتا ہے ۔

نو درگا یا نوراتہ | مگر چونکہ آندھی طوفان اور وبا

کا تھوڑا بہت اثر بعد بھی قائم رہتا ہے۔اس لئے اُس کو بالکل زائل کرنے کے واسطے نو دن تک نو درگا کا برت کیا جاتا ہے اور ہندو اپنی جان بچنے کی خوشی میں فتح کے شادیانے ڈھول وغیرہ بجاتے ہیں اور مرد اور عورتیں حمد و ثنا کے راگ گاتے ہیں اور درگا یعنی فتح کی دیبی یا اعلےٰ نمونہ کا ہر روز دھیان کر کے پرماتما سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ان کی جان بخشی کریں۔ اور وباؤں پر فتح نصیب کریں۔اسی زمانہ میں فصل خریف کا اناج گھروں میں آ جاتا ہے اور لوگ دولتمند بن کر بے فکر ہو جاتے ہیں اور یہ ان کی خوشی اور اظہار شکریہ کا دوسرا اصلی باعث ہے ؞

دسہرہ جب بیماریاں جاتی رہیں اور اناج کی دولت گھر میں آگئی تو غسل صحت اور حصول دولت کا آخری بڑا تیوہار دسہرہ کے نام سے منایا جاتا ہے دسہرہ سنسکرت الفاظ "دس پاپ ہر" سے بنا ہے۔ جس کے معنی تمام تکلیف رفع کرنے والا ہیں۔ یہ ہندوؤں کا سب سے بڑا خوشی کا تیوہار ہے اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں رام لیلا کی جاتی ہے

کیونکہ موسم خوشگوار ہے اور سال کا پہلا حصہ ختم
ہو جانے پر لوگوں کو ذرا سی فرصت بھی ملجاتی ہے۔
چونکہ سری رامچندر جی مہاراج نے برسات میں
سیتا جی کی تلاش ملتوی کر دی تھی اس لئے میرا
ذاتی خیال یہ ہے کہ اس روز تلاش کے واسطے
مہم روانہ کی گئی۔مگر چونکہ یہ تاریخی مسئلہ ہے اس
لئے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

دسہرہ کی ضرورت اور انتظام

دسہرہ تیوہاروں کے پہلے سلسلہ
کو دوسرے سلسلہ سے ملا دیتا ہے۔آپ نے دیکھا
ہوگا کہ برسات کے بعد لوگ اپنا اپنا سامان نکال
کر ہوا میں ڈالتے ہیں۔اور جو چیز مرمت کے قابل
ہو اس کو درست کرتے ہیں۔ چھپریوں میں ڈیرہ
خیمہ جات کو باہر کھڑا کر کے اور دورہ کے کل
سامان کو ملاحظہ کرا کر درستی کراتے ہیں۔اسی
طرح اس تیوہار پر اگلے آٹھ مہینوں کی کشمکش کے
واسطے تیاری کی جاتی ہے۔کشتری لوگ اپنی تلوار
کو پوجتے ہیں اور خدا سے کامیابی کی دعا کرتے ہیں
ریاستوں میں فوجوں کا جلوس نکلتا ہے اور ان کے

انتظام و قوت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ کسان لوگ
ہل کو اور کائستھ لوگ قلم دوات کو درست کر کے
پوجتے ہیں اور ہر شخص اپنے ضروری اسباب و
آلات کی جن پر اس کی گذر ہے درستی اور دیکھ
بھال کرتا ہے اور پرماتما سے باقاعدہ دعا مانگ
کر عرض کرتا ہے کہ وہ اس کے آرام و آسائش
کا وسیلہ ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ہر گھر میں سال
بھر کے اخراجات کا بجٹ (Budget) تیار ہو کر
عرضی کی صورت میں سری رامچندر جی مہاراج کے
نام پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عرضی پرانے طرز پہ
ہلدی اور روڑی سے خوبصورت افشاں کر کے تیار
کی جاتی ہے اور اس میں بیل۔ پانی۔ گھوڑے اور
کپڑے کی درخواست کی جاتی ہے۔ اور جس قدر

ؔلہ کاشتکاری میں کامیابی کے واسطے بیل اور پانی کی نہایت
ضرورت ہے کیونکہ ان کے بغیر اس ملک میں کھیتی نہیں ہو سکتی
کھانا اور پانی کے بعد ہمارے جسم کی حفاظت کے واسطے کپڑا
چاہیئے اور دشمنوں پر فتح پانے کے لئے گھوڑا۔ اس کے ساتھ
ہی تھوڑا سا نقد روپیہ بھی ضروری ہے تاکہ خرید و فروخت میں آسانی ہو۔

نقد روپیہ کی ضرورت ہو اس کی تعداد لکھی جاتی ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل یہ تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے ۔ اس روز بھی لڑکیاں اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے ٹیکہ (قشقہ) لگا کر دو غیر خاندانوں میں یگانگت کی تجدید کرتی ہیں اور مصیبت سے نجات پانے پر خوش ہو کر اور مبارک باد دے کر پرماتما سے دعا کرتی ہیں کہ اسی طرح دونو خاندان بلا سے محفوظ رہیں اور آرام و آسائش سے زندگی بسر کریں ۔ دسہرہ کا سنسکرت نام "اپراجیتہ بجیہ" ہے یعنی وہ انتظام جو آئندہ فتحمندی کا باعث ہو۔

سرد پونو اور اس کی دلچسپی

دسہرہ کے پانچ چھ روز بعد سرد پونو کو برسات کی پیداوار یعنی چاول کوٹ کر ٹھاکر جی کا پہلا بھوگ لگایا جاتا ہے اور لوگ گنگا اشنان کر کے زندگی کی پہلی کشمکش سے گنگا نہاتے یعنی فارغ ہو جاتے ہیں ۔ چونکہ برسات میں دریا گدلے پانی سے لبالب بھرے ہوتے ہیں اور بعض اوقات رو آجاتی ہے ۔ اس لئے اس زمانہ میں کوئی پرب اشنان نہیں ہوتا یہ دریا آخر کنوار تک صاف ہو کر زاید پانی بہہ

جاتا ہے اس لئے اس وقت سب لوگ اشنان کر کے صفائی جسم و قلب حاصل کرتے ہیں۔ سرد پولو ایک دلچسپ تہوار ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ برسات کے زمانہ میں جب آسمان صاف ہوتا ہے تو ستارے روشنی میں معمول سے زیادہ جگمگاتے ہیں اور چاند بھی نہایت روشن اور صاف نظر آتا ہے اور اگر پورنماشی ہوئی تو اس کی خوبصورتی اور روشنی قابل دید ہوتی ہے۔ میں نے سلونو پر چاند کے نظارہ کا ذکر اوپر کر دیا ہے۔ بھادوں میں بھی وہی نظارہ ہوتا ہے۔ لیکن دباؤں کے باعث اس سے لطف اور فائدہ اُٹھانے کا موقع نہیں ملتا۔ اگر پورنماشی کی شب کو بادل آ گئے تو چاند خود چھپ جاتا ہے۔ بخلاف اس کے کنوار کے آخر میں آسمان گرد و غبار سے بالکل پاک ہو جاتا ہے اور صاف روشنی کے باعث چاند معمولی مقدار سے زیادہ بڑا اور روشن معلوم ہوتا ہے اور یہ روشنی خاص طور پر صحت بخش ہوتی ہے۔ اس لئے ہندو اس شب کو دودھ یا گھی وغیرہ چاندنی میں رکھ دیتے ہیں اور پھر اس کا استعمال کر کے صحت مزید حاصل

کرتے ہیں ؀

ہماری آسائش کے ذریعے کنوار کے خاتمہ پر سال کا پہلا حصہ اور زندگی کی کشمکش کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اب دوسرا حصہ اور آرام و آسائش کا موسم شروع ہوتا ہے۔ مگر ہماری آسائش کے ذرائع کیا ہیں؟ کاشتکاری میں کامیابی۔ دشمنوں سے حفاظت اور ان پر فتح گھر کی صفائی۔ پرماتما کا بھجن۔ حتی المقدور خیرات اور سب کے حق میں دعائے خیر۔ اسی میں ہم کو سب کچھ مل جاتا ہے ؀

کرواچوتھ گنگا اشنان کے بعد۔ ہریالی تیج کی طرح پہلے عورتیں اپنا تیوہار مناتی ہیں جس کو کرواچوتھ کہتے ہیں۔ اس روز وہ پاربتی جی کا جو سہاگ کی دیبی اور خود ہمیشہ سہاگ والی ہیں برت کرکے پرماتما سے دعا مانگتی ہیں کہ ان کا سہاگ ہمیشہ قائم رہے اور اس کے بعد ایک سہاگن دوسرے کو پانی کا بھرا ہوا کروا دے کر اس کے سہاگ کی دعا کرتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ ہر ایک اسی کی طرح سہاگن اور خوش رہے ؀

چھار دوادشی

اس کے آٹھ نو دن بعد ایک چھوٹا سا تہوار "چھار دوادشی" کا منایا جاتا ہے جو در اصل "چھاج دوادشی" تھا۔ گویا اس روز نئے اناج کو درست کرنے اور چھاج یعنی سوپ میں پھٹک کر کام کے لائق بنانے کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس روز بھی اوگ دوادشی کی طرح اوّل گائے اور اس کے بچّے کو صاف کیا ہوا اناج کھلاتے ہیں اور عورتیں فصل کے نئے اناج یعنی چنے اور باجرہ کا کھانا بنا کر کام میں لاتی ہیں ❊

اہوئی اشٹک

کروا چوتھ کے چار دن بعد اہوئی اشٹک یعنی دیوالی کا ہفتہ یا کرسمس ویک (Christmas Week) شروع ہوتا ہے۔ اور چونکہ برسات ختم ہو گئی اس لئے ہر گھر کی صفائی اور آرائش کا انتظام کیا جاتا ہے اور عورتیں ایک یا دو بلکہ کبھی تین رنگین تصویریں اہوئی اور دیوالی کے واسطے بناتی ہیں جن میں جا بجا سلونو کی طرح تصویر کشی کے متعلق کانٹے ہوتے ہیں اور نقطے ملا دینے پر کہیں چھتر بن جاتا ہے کہیں ڈلیا کہیں بیل بوٹے سلونو کے بعد اب تک وبائی مصیبتوں کے باعث

عورتوں کو تصویر کشی کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر اب خوشگوار موسم آ جانے پر انہوں نے فنونِ لطیفہ سے سرور حاصل کرنا پھر شروع کیا۔ گانا بجانا تو دسہرہ پر جاری ہو گیا تھا۔ دیوالی پر تصویر کشی بھی دوبارہ شروع ہو گئی۔ مگر بد قسمتی سے آج کل یہ تصویریں بھدی بنتی ہیں ؎

دھن تیرس پھر دھن تیرس کو نئے برتن اور سامان کی خرید ہوتی ہے اور تمام ہندوؤں میں جم کا دیا یعنی چراغ جلایا جاتا ہے۔ گویا کہ اس روز سے مکان کو بذریعہ چراغ کے ڈس انفیکٹ (Dis infect) کرنا شروع ہوتا ہے۔ تاکہ وہ برسات کی آلائش سے پاک ہو جائے اور کوئی وبائی اثر باقی نہ رہے ؎

روپ چودس اور چراغوں کی قطار روپ چودس کو تمام مکان لیپ پوت کر صاف کر دیا جاتا ہے اور لوگ خود بھی نہا دھو کر صاف ہو جاتے ہیں اسی روز چھوٹی دیوالی ہوتی ہے۔ دیوالی سنسکرت کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے جن کے معنی چراغوں کی قطار ہوتے ہیں ؎

دیوالی روپ چودس کے دوسرے دن بڑی دیوالی ہوتی ہے اور دونو روز مکان کی آرائش کی جاتی ہے اور گوشہ میں چراغ جلائے جاتے ہیں پہلے روز کم اور دوسرے دن زیادہ ۔ لیکن گھری (موری) پاخانہ اور پلھنڈی (گھڑونچی) وغیرہ پر دونو روز چراغ رکھے جاتے ہیں ۔ اس طرح مکان کے وہ حصے جن میں وبائی اثر کا خاص خوف ہے ۔ متواتر دو روز تک صاف اور ڈس انفکٹ کئے جاتے ہیں اور لوگ دولت کی دیوی یعنی لکشمی کی پوجا کر کے پرماتما سے دعا مانگتے ہیں کہ تندرستی کے ساتھ اُن کو کافی دولت پیدا کرنے کا موقع ملے تا کہ وہ بہ آرام زندگی بسر سکیں ۔ اس کے ساتھ ہی ہر شخص ایک دوسرے کی جفاکشی استقلال محنت قابلیت اور انتظام وغیرہ کا طریقہ دیکھ کر قدرتی طور پر طبع آزمائی کرتا ہے اور پیشینگوئی کے طور پہ اپنی رائے قائم کرتا ہے کہ میرا فلاں بھائی اس قدر کامیاب ہوگا اور فلاں اس قدر ۔ چنانچہ اب بھی ہر ملک اور قوم میں لوگ نتیجہ کا برابر اندازہ لگاتے رہتے ہیں ۔ کسان لوگ بارش اور پیداوار کے متعلق

سوداگر اپنی آمدنی اور مال کی آمد و رفت کے متعلق حکام انتظام کے متعلق - غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے کام کے متعلق اندازہ کر کے پیشین گوئی کرتا رہتا ہے کہ فلاں کام اس طرح ہوگا اور فلاں اس طرح - یہاں تک کہ سکولوں میں لڑکے بھی اندازہ لگاتے رہتے ہیں کہ اس سال امتحان میں فلاں لڑکا ضرور کامیاب ہو جائے گا اور فلاں ہرگز پاس نہیں ہو سکتا ۔

جوئے کی اصلیت

لیکن چونکہ اختلاف رائے قدرتی امر ہے اس لئے ہم خیال نہ ہو سکنے پر جس طرح آج کل گھوڑ دوڑ میں شرطیں لگائی جاتی ہیں اسی طرح لوگ شرط لگاتے ہیں اور مقررہ وقت آنے پر جس کی رائے صائب ثابت ہوتی ہے وہی بازی جیتتا ہے - بدقسمتی سے اس اختلاف رائے نے بڑھ کر آج کل جوئے کی صورت اختیار کر لی ہے - مگر شرط لگانے میں نفع یہ تھا کہ لوگ اپنی رائے جلد قائم نہیں کرتے تھے - اور ہر شخص حالات کو بخوبی جانچ کر غور و فکر کے بعد صحیح نتیجہ پر پہنچنے کا عادی ہو

جاتا تھا +

گوبردھن

دیوالی کے دوسرے دن گوبردھن کی پوجا ہوتی ہے - کاشتکار کے واسطے جاڑے کے موسم میں گوبر نعمت عظمیٰ ہے اس کے اپلے بنائے جاتے ہیں اور ارنے اُپلوں (بنواکنڈوں) کی راکھ پیچک کے زخموں پر لگانے سے فائدہ بخشتی ہے - برسات کی نئی پیدا وار یعنی نباتات کی لکڑی ابھی بھیگی ہے - اور درختوں کا کافی نشو و نما بھی نہیں ہونے پایا ہے اس لئے ان کو فوراً جلا کر سردی سے اپنی حفاظت کرنا گویا عطیہ قدرت کے پورے فائدے سے محروم ہونا ہے - بجائے اس کے گوبر دینے والے جانور ہر دم موجود ہیں اور ان کا گوبر جلد خشک ہوکر جلانے کے قابل ہو جاتا ہے +

گوبر کا استعمال اور قدرت کی کفایت شعاری

دودھ دینے والے جانوروں کے گوبر سے ہندوؤں نے قدرت کی کفایت شعاری کا فائدہ اُٹھایا ہے - ہمارے جسم کی غلاظت سے بعض نباتات اور جانور نفع اٹھاتے

ہیں۔ اور نباتات اور حیوانات کی غلاظت مثلاً کیچن یا دودھ وغیرہ ہمارے واسطے آب حیات ہے۔ جس طرح عورت کا دودھ اس کے چھوٹے بچے کے سوا ہر انسان غلیظ سمجھتا ہے اور عموماً کوئی پینا پسند نہیں کرتا اسی طرح گائے اور بھینس کا دودھ خاص ان کے لئے غلیظ ہے مگر انسان کی نشو و نما کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح گوبر کو بھی سمجھنا چاہئے۔ یہ انسان کے واسطے غلیظ نہیں ہے۔ چنانچہ ہر قوم کے لوگ اس سے روٹی پکاتے ہیں اور دیسی حکمت کی کتابیں اس کے فائدے بیان کرتی ہیں ۔

جم دوج گوبردھن کے دوسرے روز جم دواج کا تیوہار ہوتا ہے اور تمام مکان کو صاف اور آراستہ کر کے دلدر یعنی افلاس و مصیبت سے نجات ہوتی ہے اور جم راج سے پناہ ملتی ہے۔ اس روز بہن اور بھائی کسی پاک دریا میں اشنان کر کے دعا کے واسطے تیار ہوتے ہیں اور ہندو اپنے قلم دوات بھی کھاتہ بہی یا تلوار وغیرہ کو پوجتے ہیں اور بعض

ان سے کام چلنے کا بھی شگون کرتے ہیں۔ اسی
روز لین دین اور حساب کے بہی کھاتے تبدیل
کرکے نیا حساب شروع ہوتا ہے اور بہن اپنے
بھائی کی پیشانی پر ٹیکہ یعنی قشقہ کھینچ کر آئندہ
آٹھ مہینے کی مہم میں اُس کی کامیابی کی دُعا
کرتی ہے اور سے بہ سفر رفتنت مبارکباد
کہتی ہے +

دیو اُٹھان ایکادشی

چند روز کے بعد کاروبار باقاعدہ شروع کرنے
کا دن دیو اُٹھان ایکادشی کو منایا جاتا ہے اور
دیوتا یا صفات حسنہ کے اعلےٰ نمونے جو اساڑھ
میں سوگئے تھے دوبارہ جاگ کر ہمارے پیش
نظر ہوتے ہیں۔ اس تاریخ سے شادی وغیرہ کی
آزادی اور اپنے ہر انتظام کو آزادانہ سرانجام
دینے کی اجازت مل جاتی ہے۔ دیو اُٹھان ایکادشی
کو عورتیں مکان کے صحن یا دیواروں پر کھڑائیں
تیر و کمان اور گائے کے کھُر کی تصویریں بناتی
ہیں۔ اور بعض قوموں میں صرف اُنگلی کے
پوروں کے نشان بنا دئے جاتے ہیں۔ یہ نشانات

راماین اور بھاگوت کے واقعات کی تاریخی یادگار کے طور پر ہیں اور سری رامچندر جی مہاراج کے اپنے عزیز بھائی بھرت جی کو کھڑاؤں عطا فرمانے اور راکششوں پر تیر اندازی کرنے کے حالات بتاتے ہیں اور سری کرشن مہاراج کے گائے چرانے کی تاریخ اور مویشیوں کی پرورش کی اہمیت ظاہر کرتے ہیں - آزادی ملنے پر گائے کی پرورش قبلہ عبادت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی پرستش اور چھوٹے جانداروں کی زندگی قائم رکھنے کی کوشش ہندوؤں کا پہلا فرض ہے - دیو اوٹھان ایکادشی کو کیمپ فائر یعنی الاؤ کا استعمال شروع کیا جاتا ہے اور گوبر دھن کے ذخیرہ سے فائدہ اٹھا کر انتظامی صلاح و مشورہ شروع ہوتا ہے ۔

کاتکی اشنان

اب دیکھئے ہر شخص اپنے اپنے کام کی ابتدا کس طرح کرتا ہے - یعنی وہ چار روز سفر یا اس کی تیاری میں صرف کر کے اکثی پورن ماشی کو گنگا اشنان کرتا ہے - پر اس کے کاروبار کی سری گنیش آرمبھ یا بسم اللہ ہوتی ہے - اس سے فارغ ہو کر وہ اپنے

کام میں مشغول ہو جاتا ہے ⁂

اگھن اور پوس میں تیوہار نہ ہونے کی وجہ

چونکہ اگھن اور پوس میں کاشتکاری وغیرہ سے فرصت نہیں ملتی ہے اور اگر لوگ اپنی فصلیں چھوڑ کر تیوہار منائیں تو جانور چھوٹے پودوں کو کھا جائیں اور فصل تباہ کر دیں۔ یہی حالت ہر قسم کی ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں نہ کسی بڑے تیوہار کی فرصت ہے نہ ضرورت ⁂

بلدیو پورنماشی

مگر آخر اگھن میں ایک بہت دلچسپ تیوہار ہوتا ہے۔ جس کا نام بلدیو پورنماشی ہے۔ اور اس روز ہندو گنگا اشنان کرتے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ بلدیو جی سری کرشن مہاراج کے بڑے بھائی ہیں۔ اور اُنکے ایک ہاتھ میں ہل ہے اور دوسرے میں موسل۔ یہ دو تو کاشتکاری کے خاص اوزار ہیں جو سال میں چھ چھ مہینے کام دیتے ہیں۔ اور موسل سے ہر زمانہ میں دشمن کا مقابلہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگھن کے بعد چھ ماہ تک ہل کا کام نہیں رہتا اور موسل خاص کر

اناج کی صفائی میں مختلف طور پر نہایت کار آمد ثابت ہوتا ہے اور جیٹھ تک متواتر کام میں لایا جاتا ہے ۔ چونکہ اگھن میں کھیتی سبز ہو جاتی ہے ۔ اور ہل چھٹھ کے زمانے کی طرح دوبارہ ہل چلانے کی مطلق ضرورت باقی نہیں رہتی اس لئے اس تاریخ کو لوگ ہل کے کام سے نہایت خوشی کے ساتھ گنگا نہاتے ہیں ۔ اور موسل سے فائدہ اُٹھانا شروع کرتے ہیں ۔ ہل پھر بینے کے واسطے اُٹھا کر رکھ دیا جاتا ہے ؛

شکرانت مکر مشغولیت کے دو مہینے ختم ہو جانے پر عموماً ماگھ میں مکر کی شنکرانت ہوتی ہے ۔ اس روز آفتاب خط جدی پر پہنچتا ہے ۔ اور پھر ہندوستان کی جانب واپس ہوتا ہے ۔ چونکہ اس کے چلے جانے سے ہم پر بیسیوں مصیبتیں نازل ہوگئیں اور جان کے لالے پڑ گئے اس لئے اس کی واپسی خاص فرحت کا باعث ہے ۔ چنانچہ یہ تیوہار منا کر ہم ظاہر کرتے ہیں کہ اصلی آرام کا زمانہ شروع ہونے والا ہے ۔ لیکن ابھی آفتاب بہت دور ہے اس لئے کوئی خاص خوشی نہیں کی جاتی ۔ صرف

دعا اور خیرات ہوتی ہے۔ ممالک متحدہ میں خریف
کی پیداوار چاول اور دال کی کھچڑی تل کے لڈو
کے ساتھ خیرات کی جاتی ہے۔ یہ دونوں موسم سرما
میں نہایت مفید اور قوت بخش ہیں اور کھچڑی کو فقیر
سے بادشاہ تک سب آدمی حسب حیثیت پکوا کر
استعمال کرتے ہیں۔ کھچڑی کے ساتھ ہی اس کا
لوازمہ یعنی گھی اور نمک خیرات کیا جاتا ہے۔
چونکہ اس روز آفتاب کا دورہ خط سرطان کی جانب
دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اس روز بھی
مصروفیت کے زمانہ سے فراغت حاصل کر کے
لوگ گنگا نہاتے ہیں اور فرحت و اطمینان کے
زمانے کی سری گنیشائے نمہ یا بسم اللہ کرتے ہیں۔

سکٹ چوتھ

چونکہ سنکرانت شمسی تیوہار ہے۔
اس لئے دیو شینی ایکادشی کی طرح
اس کے کچھ دن پہلے یا اگر سال میں لوند کا مہینہ
ہو گیا تو کچھ روز پیچھے مگر اسی زمانہ میں ایک تیوہار
سکٹ چوتھ کا ہوتا ہے۔ اس کو بعض لوگ سنکٹ
چوتھ اور بعض گنیش چوتھ کہتے ہیں۔ اس روز تل
اور گڑ خیرات کیا جاتا ہے جو سردی میں بڑی مفید

غذا ہے۔ اور حصول تندرستی کا خاص ذریعہ۔ اس زمانہ میں فصل میں کلیاں نکلنے کی سری گنیش آئے نمہ یعنی ابتداء ہو کر سنکٹ یعنی فکر و پریشانی کم ہو جاتی ہے ٭

سکرنٹ یا کرچوتھ اس کے دس پندرہ روز بعد عورتیں ایک چھوٹا سا تیوہار سکرنٹ یا کرچوتھ کا مناتی ہیں اور اس روز بھی وہ سہاگ والی دیوی یعنی "گور" یا پاربتی جی کی پرستش کر کے اپنے خاوندوں کی زندگی اور آسائش کی دعا کرتی ہیں۔ اور خاندان کی بزرگ عورتوں کے واسطے لذیذ میٹھا کھانا بنا کر پیش کرتی ہیں ٭

بسنت پنچمی اب فصل کے بار آور ہونے کا اطمینان ہو چلا اور کچھ عرصہ میں کلیاں کھل کر تمام کھیت کی سبزی زردی میں تبدیل ہونے لگی اس لئے کاشتکار کے دل میں قدرتی اُمنگ اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ وہ زرد پھولوں کو خوش خوش گھر لا کر بیوی بچوں کو دکھاتا ہے اور پھر سب مل بسنت کا تیوہار مناتے ہیں اور زرد پھول اپنے اپنے کانوں میں بطور زیور لگاتے ہیں۔ اور خدا سے دعا

کرتے ہیں کہ "اے پرماتما ہماری محنت کا پھل عطا کر اور پھوٹے ہوئے درختوں میں پھل پیدا کر۔"

جانکی جنم

مگر ابھی فصل کی تیاری میں ایک ماہ کا عرصہ باقی ہے اور پھاگن کی برشا بعض اوقات اوگن ہو جاتی ہے۔ یعنی اس مہینہ میں اولے پڑ کر پکی کھیتی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ عین اسی پریشانی کے زمانہ میں جانکی جی کا جنم ہوا ہے۔ جو نہایت اطمینان کا باعث ہے اور ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ "کلیش اور مصیبت کے وقت ہمیشہ خدا کی طرف سے مدد ہو کر ہم کو شانتی ملتی ہے۔" جانکی جی کا جنم قحط کے زمانہ میں ہوا تھا اور اس وقت راجہ جنک کو خود ہل چلانا پڑا تھا۔ چنانچہ اُن کی پیدائش نے صرف قحط ہی کو دور نہیں کیا بلکہ راون کی ہلاکت کا باعث ہو کر تمام مخلوق کو عذاب سے نجات بخشی۔ لہذا یہ "جانکی جنم اُتسو" گھبرائے ہوئے کاشتکار کے واسطے تسکین اور شانتی کا خاص باعث ہے۔

مہا شیوراتری

اب کھیتوں میں اناج کی ابتدا ہوتی ہے۔ اور کاشتکار کو اطمینان ہوتے

لگتا ہے۔ کہ اس کی محنت کا نتیجہ جلد پیدا ہونے والا ہے۔ اور وہ دولت مند بنا جاتا ہے۔ اگر کافی انتظام اور راج نیت (سیاست مدن) قائم رہے۔ تو دولت راحت کا خاص ذریعہ ہے ورنہ یہی مصیبت کا اصلی باعث ہو جاتی ہے۔ بد انتظامی کی حالت میں دولت ہی نے محمود غزنوی۔ تیمور لنگ۔ نادر شاہ وغیرہ کو کئی بار ہندوستان میں بلا کر اسے تباہ کرا دیا لیکن انتظام کی صورت میں اسی دولت نے یوروپین طاقتوں کو تمام دنیا کا مالک بنا دیا ہے۔ اس لئے ہندو دولت مند ہونے سے پہلے مہاشیو راتری کا تیوہار مناتے ہیں ٭

شیوجی کی دلچسپ مورتی شیوجی راج نیت کی اصلی مورتی ہیں اور ان کی تصویر نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ اُن کے جسم پر بھبھوت رمی ہے۔ سانپ لپٹے ہوئے ہیں۔ گلے میں زہر بھرا رہنے سے اس کا رنگ نیلا ہو گیا ہے۔ ماتھے پر چندرماں ہے جو امرت یعنی آب حیات برسا رہا ہے۔ سر پر جٹا جوٹ ہے جس سے گنگا جی بہ رہی ہیں۔ سامنے دھونی کی

آگ جل رہی ہے - اُن کی لازوال سہاگ والی بیوی
یعنی پاربتی جی اس قدر قریب بیٹھی ہوئی ہیں - کہ
شیو جی کی اردھانگنی یعنی جسم کا نصف حصّہ بن
بن گئی ہیں - لیکن شوجی مہاراج خود پرماتما کے دھیان
میں ایسے مگن ہیں - کہ گویا دُنیا و ما فیہا کی خبر نہیں
اُن کے دو بچے بھی موجود ہیں - ایک گنیش جی - جن
کا سر ہاتھی کا ہے اور دوسرے کھٹ مکھ جی - جن
کے چھ مُنہ ہیں - ہندوؤں نے تمام علُوم و فنون کو
چھ حصّوں میں تقسیم کر کے چھ شاستر بنا دئے ہیں -
کھٹ مکھ جی کے چھ سر چھ شاستر یعنی دُنیا کے تمام علوم و
فنون سے واقفیت کا اظہار کرتے ہیں - اور گنیش جی کا ہاتھی
کی شکل کا ایک بڑا سر کسی ایک شاستر یا علم و فن میں نہائت
زبردست قابلیت بے مثل علم و فضل اور کمال کا ثبوت ہے
ہندو لوگ تمام علوم کو تھوڑا تھوڑا جاننے کے بجائے کسی
ایک علم یا فن کا پُورا ماہر ہونا زیادہ مفید سمجھتے ہیں - کیونکہ
ہر شخص علیحدہ علیحدہ کسی ایک علم یا فن پر عبور
حاصل کر کے ملک اور قوم کو بہت زیادہ فائدہ
پہنچا سکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں گنیش
جی کی پُوجا ہوتی ہے - اور ہر مہینہ گنیش چوتھ

منائی جاتی ہے - ان چاروں دیوتاؤں کی سواریاں
سامنے موجود ہیں - شوجی کا بیل ہے - پاربتی جی
کا شیر - گنیش جی کا چوہا - اور کھشٹ مکھ جی کا مور
شوجی کے ہمراہ بھوت اور مسان ہیں جو ہر دم
حاضر رہتے ہیں - اس تصویر میں خوبی یہ ہے کہ
یہاں ایک قسم کا اجتماع ضدین ہے - یعنی ایک
چیز دوسرے کو تباہ کرنے والی موجود ہے - چوہے
کو سانپ کھا جاتا ہے - سانپ کو مور - بیل کو شیر
بچوں کو پرانے خیالات کے بموجب بھوت پلید
مار ڈالتے ہیں - لیکن بھبوت لگتے ہی بھاگ جاتے
ہیں - عورت کے پاس ہونے سے خواہش نفسانی
زور کرتی ہے - اور دھیان نہیں جم سکتا - اور
اگر خواہش کو مار ڈالا - اور بھجن یا دھیان میں
طبیعت لگ گئی - تو اولاد پیدا نہیں ہو سکتی -
پھر پانی سے آگ بجھ جاتی ہے - امرت یعنی
آبحیات سے زہر کا اثر جاتا رہتا ہے - لیکن
راج نیت اور انتظام کی خوبی دیکھئے کہ کیا مجال
ہے کہ ان میں کوئی کسی کو نقصان پہنچا سکے - یا
ذرا بھی انتظام میں خلل ڈال سکے - باوجود اس

زبردست انتظام کے شیو جی مہاراج کون ہیں؟ بھولے بھالے - یعنی اس قدر سیدھے کہ اُن کی طرف سے زیادتی یا ظلم کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا - ایک ہندی شاعر دیبی داس نے شو جی کے انتظام کی خوبی کو ایک دلچسپ کبت میں اس طرح جمع کر دیا ہے

موسے پہ سانپ راکھیں سانپ پہ مور راکھیں
بیل پہ سنگھ راکھیں تا کے کا بھیت ہیں
پوت کو بھوت راکھیں بھوت کو بھبھوت راکھیں
کھٹ مکھ پے گج مکھ راکھیں یہ بڑی ریت ہیں
کام پہ بام راکھیں آگ پہ پانی راکھیں
بش پہ امرت راکھیں سو ہی جگجیت ہیں
دیبی داس دیکھو گیانی شنکر کی ساوداہی
سبے بات راکھیں پر راکھیں راج نیت ہیں

شوراتری کا پوجن اور دعا

چنانچہ مہا شیو راتری کو ہندو شو جی کا برت اور پوجا کرتے ہیں جو راج نیت کے علاوہ سکھی اور صفات حسنہ کے اعلےٰ نمونہ ہیں اور پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ دولتمندی ہماری فارغ البالی کا باعث ہو نہ کہ مصیبت کا اور دولتمند ہو کر

ہم نفسانی خواہشوں کے قابو میں نہ آجائیں - بلکہ دوسروں کی بھلائی اور ایک دوسرے سے محبت کی توفیق حاصل کریں ٭

ہولکا اشٹک

اب جتنا وقت گذرتا جاتا ہے کھیتوں میں اناج تیار ہونے لگتا ہے اور کسان کی خوشی سے باچھیں کھل جاتی ہیں چنانچہ پھاگن کے آخر ہفتہ میں ہولی کا ہفتہ جس کو ہولکا اشٹک کہتے ہیں کرسمس ویک کی طرح پھر منایا جاتا ہے - مکان کی دوبارہ صفائی ہوتی ہے اور قسم قسم کی تیاریاں ہونے لگتی ہیں - مگر آنے والے زمانہ کے خیال سے ہر انتظام ایسا کیا جاتا ہے - کہ نہ صرف تفریح میں مدد دے بلکہ بدلتے ہوئے موسم میں ہماری تندرستی بھی قائم رکھے - خزاں کے قریب ہونے کے باعث درختوں کے خشک پتے اور شاخوں کے انبار ہر طرف لگ جاتے ہیں جو اگر پڑے رہنے دیئے جائیں تو نہ صرف کاشت میں حائل ہوں بلکہ

---

(۱) پھلیرا دواج :- ان تیاریوں کی ابتدا پھلیرا دواج سے ہوتی ہے یہ ایک چھوٹا سا تیوہار ہے جو ہولکا اشٹک سے ایک ہفتہ پیشتر اسی غرض سے منایا جاتا ہے ٭

چار چھ مہینے بعد برسات میں نباتات کے ساتھ سڑ
کر سخت عفونت پیدا کریں - اور عام ہلاکت کا باعث
ہوں - اس حالت کا اندازہ اس زمانہ سے ٹھیک ہو
سکتا ہے - جب ہندوستان گھنے جنگلوں سے بھرا
پڑا تھا - ترائی کے ضلعوں کے رہنے والے اس کو
اب بھی سمجھ سکتے ہیں ٭

ہولی

چونکہ اب گرمی کا موسم آتا ہے - اس لئے
ضرورت نہیں کہ دیوالی کے زمانے کی طرح
لکڑی یا گوبر جمع رہنے دیا جائے اس لئے موضع یا
قصبہ کے مختلف مقامات پر ان کو اکٹھا کر کے
ہولی کے روز جلا دیا جاتا ہے اور ہر کاشتکار اپنی
تیار فصل کی بالیوں کو تھوڑا سا لا کر بھونتا ہے
اور پھر تھوڑی تھوڑی تحفہ کے طور پر اپنے دوست
احباب بزرگوں اور عزیزوں کے رو برو پیش کرتا
ہے - تا کہ وہ اس کے پچھلے مہینوں کی محنت شاقہ
کی داد دیں اور خوشی میں شریک ہوں - بزرگوں کے
فخریہ قدم چومتا ہے - دوستوں سے کامیابی کی
خوشی میں گلے ملتا ہے اور عزیزوں کو دعا دیتا
ہے - کیمپ فائر یعنی الاؤ کا استعمال جس کی ابتدا

دیو اوٹھان ایکادشی کو ہوئی تھی۔ آج ختم ہوتا ہے اور انتظامی صلاح و مشورہ کی زیادہ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس روز اچھوت قوموں سے ملنا اور ان کو خوشی میں شریک کرنا جائز ہے ؀

رنگ۔عبیر۔گلال وغیرہ

اس موسم میں پانی بھی بُرا نہیں معلوم ہوتا اس لئے ڈھاک کے پھول کا رنگ بنا کر لوگ ایک دوسرے پر خوشی سے ڈالتے ہیں۔ ڈھاک کا درخت جسمانی اور خاص کر دماغی تندرستی کے واسطے نہایت مفید ہے۔اسی وجہ سے اس کی پتل استعمال ہوتی ہیں اور فقرا اکثر پتل ہی پر کھانا کھاتے ہیں خدا کی قدرت دیکھئے۔کہ یہ پھول اسی موسم میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اُس کی نہایت ضرورت ہے۔ عبیر اور گلال کے اجزا اور ڈھاک کے پھول موسمی امراض کے لئے عموماً اور چیچک کے لئے خصوصاً مفید ہیں۔اس کے واسطے ویدک کی کتابیں شہادت دے سکتی ہیں۔اور بہت ممکن ہے کہ جدید حکمت بھی تحقیق ہونے پر ان کی خوبی قبول کرلے۔اسی طرح تبدیلی موسم کے زمانہ

ہیں پیٹھے کا استعمال خون کو صاف کر کے بہت سے امراض دور کرتا ہے - چنانچہ ہولی اور دیوالی پر اس کی پاپڑیاں - پکوڑیاں اور بہت سی لذیذ چیزیں بنا کر کھائی جاتی ہیں ۔

دولہنڈی یا دھول

ہولی کا دوسرا دن فصل وغیرہ کی کامیابی پر عام خوشی کا دن ہے - اس روز لوگ باہم رنگ اور گلال ڈالتے ہیں اور خدا کی حمد و ثنا کے راگ گاتے ہیں - مگر افسوس ہے کہ اب مختلف بدعتیں ہونے لگی ہیں - اور یہ تیوہار نفرت انگیز شکل اختیار کر لیتا ہے - مگر ہر قوم میں مختلف تہذیب اور خیالات کے لوگ ملتے ہیں - خدا پرست اور ملحد - فاضل اور جاہل - مہذب اور بدتمیز - پرہیزگار اور بدکار - نیک چلن اور بدمعاش - غرضیکہ ہر قسم کے آدمی ہر جگہ موجود ہیں - اسی لحاظ سے ہر ہندو اپنی خوشی کے طریقہ کا اظہار کر کے اپنا اصلی طرز معاشرت اور طبیعت کی اصلی حالت ظاہر کرتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ تہذیب کے کس درجہ پر ہے اور اس کو کس قدر ترقی کی ضرورت ہے - مہذب

اور خدا پرست لوگ خدا کی حمد و ثنا کے راگ گا کر یہ دن گذارتے ہیں اور جہلا کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ بیہودہ بکواس یا جوتا پیزار سے مسرت حاصل کریں ٭

دوج اس کے دوسرے دن ہولی کی دوج ہوتی ہے اور دسہرہ اور دیوالی کی طرح اس روز بھی لوگ اپنے ہل - تلوار یا قلم دوات وغیرہ رکھ کر خدا سے دُعا مانگتے ہیں - کہ یہ اسی طرح ہمیشہ ہماری کامیابی اور فارغ البالی کا ذریعہ ثابت ہوں اور جس طرح دیوالی کی دوج پر ہر خاندان میں بہن نے اپنے بھائی کی پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کے بہ سفر رفتنت مبارکباد کہا تھا اسی طرح ہولی کی دوج پر دوبارہ قشقہ لگا کر کے بہ سلامت روی و باز آئی یا یوں کہئے کہ "بہ سلامت رفتی و باز آمدی" کی مبارکباد دیتی ہے ٭

سیتلا اشٹمی ہولی کے بعد دو تین ہفتہ میں اناج پک جاتا ہے اور چونکہ اس وقت کاشتکار فصل میں مشغول ہے - اس لئے کوئی خاص تیوہار نہیں منایا جاتا ہے - صرف عورتیں چیچک دور کرنے

والی دیوی یعنی سیتلا کا پوجن کر کے خدا سے دعا کرتی ہیں کہ اُن کے بچے اس مرض سے ہلاک نہ ہوں۔ کیونکہ یہ چیچک کا موسم ہے ۔

نو درگا یا نوراتر چیت دس پندرہ دن کے بعد فصل کاٹنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ دن رات برابر ہونے کا زمانہ قریب آ جاتا ہے۔ اور اس کامیابی پر کنوار کی طرح نو دن تک دوبارہ نو درگا کا برت کیا جاتا ہے جو تبدیلی موسم میں ہمارے جسم کی صفائی کا باعث ہے اس کے ساتھ ہی خوشی کے شادیانے اور ڈھول بجائے جاتے ہیں۔ اور فتح کی دیوی کا نمونہ پیش نظر رکھ کر دعا کی جاتی ہے۔ کہ اے پرماتما ہم کو اسی طرح کامیابی اور آرام کا موقع دیجئے تا کہ ہم آپ کی حمد و ثنا کریں۔ اور خلق اللہ کی خدمت ۔

گنگور تیج ان ہی دنوں میں عورتیں کروا چوتھ کی طرح گنگور تیج کا برت کرتی ہیں اور لازوال سہاگ والی گورا پاربتی کا شنکر کے ساتھ پوجن کر کے اپنے سہاگ و خاندان کی خیریت کے واسطے دوبارہ دعا کرتی ہیں ۔

رام نومی اب کھیت کٹنے شروع ہو گئے۔ اور چند روز میں اناج لوگوں کے گھروں میں پہنچا جاتا ہے۔ اس عین خوشی کے زمانہ میں سری رامچندر جی مہاراج کے اوتار کا دن آتا ہے تاکہ وہ ایام راحت میں ہادی و رہنما بن کر دولتمندی کے آفات سے ہماری اسی طرح حفاظت کریں جس طرح بھادوں میں عین مصیبت کے وقت رہنمائی کے واسطے سری کرشن مہاراج کا جنم ہوا تھا۔

بیساکھ کا مہینہ چونکہ عام مشغولیت کا زمانہ ہے اس لئے اس میں کوئی خاص بڑا تیوہار نہیں ہوتا۔ لیکن اس وقت بھی ہندو اپنے عام اصول یعنی خدا کی یاد اور خیرات وغیرہ کو نہیں بھولتے اور دعا کرتے ہیں کہ دولت کا انجام بخیر ہو۔ اس لئے اس مہینہ میں زیادہ تر مندروں میں تیوہار منائے جاتے ہیں۔

اکشے تیج اکشے تیج کو عوام اپنے اپنے گھروں میں نئے جَو کے ستو اور موسمی پھل ککڑی خربوزہ وغیرہ خیرات کرتے ہیں۔ تاکہ خدا کی نعمت سے غریب لوگ جن میں برہمن بھی شامل ہیں۔ فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس روز بہاری جی کے مندر واقع

بندرابن میں مورتی کے چرن یعنی قدم کی زیارت کا موقع سال میں صرف ایک بار ملتا ہے ؛

گنگا ستمی

گنگا ستمی کو گنگا جی کی پوجا ہوتی ہے اور ہندوؤں میں اس کا اوتسو یعنی تیوہار مندروں میں منایا جاتا ہے اور اگلن کی طرح باوجود مشغولیت اس زمانہ میں بھی بعض لوگ گنگا اشنان سے فیض اٹھاتے ہیں ؛

نرسنگھ چودس

نرسنگھ چودس کو نرسنگھ جی کا اوتسو مندروں میں منایا جاتا ہے ۔ یہ ہندوؤں کا چوتھا اوتار ہے ۔ جس نے بشکل شیر نمودار ہو کر راجہ ہرن کشپ کو قتل کیا ۔ اور عوام کو خدا کی عبادت کی ترغیب دی ۔ ہرن کشپ کا قصہ نہایت دلچسپ ہے ۔ کیونکہ اس سے دولتمندی کا تاریک رخ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے ۔ اس راجہ نے ہر قسم کی راحت و آسائش پا کر خدائے تعالےٰ کو بالکل دل سے بھلا دیا ۔ اور خود خدائی کا دعوےٰ کرنے لگا ۔ یہاں تک کہ تمام سلطنت میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص رام کا نام نہ لے ۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ خود اس کا بیٹا پہلاد نہایت خدا پرست اور عابد پیدا

ہوا۔ ہرن کشپ نے اوّل خدا پرستی سے منع کیا لیکن جب اس نے نہ مانا تو ہر طرح کی ایذا دی اور قتل کرانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ یہاں تک کہ ایک روز خود قتل کو مستعد ہو گیا اور کہنے لگا۔ کہ "اب تو اپنے خدا کو بلا کہ تیری حفاظت کرے"۔ پرھلاد نے جواب دیا کہ "بلانے کی کیا ضرورت وہ ہر جگہ موجود ہے"۔ ہرن کشپ نے محل کے ایک ستون کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "کیا اس میں بھی موجود ہے"؟ پرھلاد نے کہا "بے شک"۔ یہ سُنتے ہی ہرن کشپ کو ستون میں ایک شکل نظر آئی جو شیر سے مشابہ تھی۔ مگر انسان کی خو بُو اور نشانات بھی ملے ہوئے تھے۔ اس کو دیکھتے ہی راجہ نے غضب میں آ کر ایک گُرز اس زور سے مارا کہ ستون پھٹ گیا۔ اور اس نورانی شکل نے فوراً نکل کر ہرن کشپ کو زیر کیا۔ اور ستون پر لے جا کر ناخنوں سے پیٹ چاک کر ڈالا۔ اس طرح چشم زدن میں اس کی قوت۔ دولت اور حشمت کا غرور خاک میں مل گیا۔

نرسنگھ چودس کے دن اس واقعہ کو یاد کر کے

اور نرسنگھ اوتار کا اوتسو منا کر ہندو خدا سے دعا کرتے ہیں کہ دولت ان کی مصیبت و ہلاکت کا باعث نہ ہو بلکہ عبادت و ریاضت اور نیکی و خیرات کا شوق پیدا کرے ٭

برماوش جیٹھ میں عورتیں اناج سے اطمینان کر کے برماوش کا تیوہار مناتی ہیں۔ برگد کا درخت موسم گرما میں دھوپ سے مویشیوں کی اور ہماری حفاظت کرتا ہے اور تندرستی کے واسطے بہت مفید ہے یہ درخت ہر ملک میں نہیں ہوتا۔ لیکن خوش قسمتی سے ہندوستان میں جا بجا پایا جاتا ہے۔ اس میں خاص خوبی یہ ہے۔ کہ ایک بار مضبوط جم جانے پر اس کا سلسلہ ہزارہا سال تک قائم رہتا ہے۔ اور لٹکتی ہوئی شاخیں زمین پر پہنچ کر جڑ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اس روز عورتیں دیوار پر گیرو پوت کر زرد رنگ کی تصویریں بناتی ہیں۔ اور پوجا کر کے آسائش کی دعا مانگتی ہیں۔ بعض لوگوں میں یہ تیوہار اماوش کے بجائے اس کے سات آٹھ روز بعد یعنی سمتی یا لومی کو منایا جاتا ہے ٭

دسہرہ جیٹھ

چونکہ برساوش کے زمانہ میں کاشتکار کے کل کام ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے کنوار کی طرح دو بار دسہرہ کا تیوہار منایا جاتا ہے یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ دسہرہ در حقیقت دس پاپ ہر" یعنی ہر قسم کا دکھ دور کرنے والا تیوہار ہے۔ گویا کہ ہم کو اس وقت ہر قسم کی راحت میسر ہے اور کوئی فکر یا تکلیف نہیں۔ مگر چونکہ اس وقت گرمی شباب پر ہوتی ہے اور محنت کے بعد آدمی آرام کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ تیوہار بڑے پیمانہ پر نہیں ہوتا۔ صرف کامیابی اور مہم سے فارغ ہونیکی خوشی میں گنگا اشنان ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ہر تیوہار اگلے موسم کا پیش خیمہ ہے اس لئے اس روز فصل خریف کے انتظام کی ابتدا کی جاتی ہے اور فصلی پھل اور اناج کی خیرات ہوتی ہے؂

نرجلا ایکادشی

دسہرہ کے دوسرے دن نرجلا ایکادشی کا تیوہار منایا جاتا ہے اس روز ہندو نہ صرف برہمنوں کو شربت کا گھڑا اور پنکھا جس کی اس موسم میں سخت ضرورت

ہے۔خیرات کرتے ہیں۔ بلکہ عین مسرت کے زمانہ میں بلحاظ نفس کُشی برت یا روزہ رکھتے ہیں۔اور چوبیس گھنٹے پانی تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل عوام برت رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے اور اس تیوہار کی ضرورت کو نہیں سمجھتے ۔

بھرڑیا نومی چونکہ اساڑھ میں دیو تیپنی ایکادشی پر تمام ضروری کام بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے دو روز پیشتر بھرڑیا نومی کو بلحاظ دور اندیشی شادیوں کی اجازت دے دی جاتی ہے۔اور بہت آدمی اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں ۔

پون پرچھیا جب آفتاب خط سرطان پر پہنچتا ہے اس روز کرک کی سنکرانت ہوتی ہے۔اور ہندو پون پرچھیا یعنی آنے والے موسم کی تحقیقات ہوا کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔اس روز تیوہاروں کا سلسلہ ختم ہو کر تنزل و ترقی کا دائرہ پورا ہو جاتا ہے ۔

بعض تیوہاروں کا سال میں کئی بار ہونا

ہونا۔مختلف برت (روزہ) تیوہار اور اوتسووں کو ہندو زیادہ تر سال میں صرف ایک بار مناتے ہیں۔لیکن بعض تیوہار وغیرہ ایسے بھی ہیں جو سال میں دو بار ہوتے ہیں۔اور بعض ہر مہینہ۔ مثلاً دسہرہ اور نو درگا سال میں دو بار ہوتے ہیں۔ گنیش چوتھ مہینہ میں ایک بار چاندنی کی اُجیالی کے ایام (یعنی سُدی پاکھ) میں درگا اشٹمی ہر مہینہ ہوتی ہے۔ اور اس روز درگا کی پرستش اور برت ہوتا ہے۔ ایکادشی کا برت مہینہ میں دو بار ہوتا ہے۔ اور اسی طرح پر دوش بھی مہینہ میں دو بار مناکر مہا دیو جی کا پوجن اور برت کیا جاتا ہے۔بعض لوگ ہر پورنماشی کو گنگا اشنان کرتے ہیں۔اور روزہ رکھتے ہیں ؛

ہندوؤں کی بے تعصبی کا اثر

ہندو غیر متعصبی سے غیر اقوام کے بزرگوں اور دیوتاؤں کی تعظیم جائز اور مناسب سمجھتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ

ہی ہر شخص اپنے اشٹ دیو یعنی خاص معبود کی پرستش سب سے زیادہ ضروری سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مختلف قوموں میں اپنے اپنے اعتقاد کے بموجب مختلف تیوہاروں کو اہمیت دی جاتی ہے لیکن دوسرے تیوہاروں کو بھی ضرور منایا جاتا ہے÷

میلوں سے فائدے

ہندو بڑے تیوہاروں پر میلے کرتے ہیں۔ ان کے باعث نہ صرف ایک دوسرے کی خیریت معلوم ہو جاتی ہے۔ بلکہ فصلوں اور مہموں کے انتظام میں ایک دوسرے کی رائے لے کر اور حالات سے واقف ہو کر معقول نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں÷

تصویر کشی کے پانچ سبق

برماوش کی تصویریں تصویر کشی کا پہلا سبق ہیں اور سلونو کی دوسرا۔ دونو میں صرف ایک ایک رنگ استعمال ہوتا ہے۔ گو تصویریں کئی قسم کی بنائی جاتی ہیں۔ مدارس میں بھی نقشہ کشی سیکھنے پہ پہلے صرف ایک ایک چیز مثلاً پہاڑ یا دریا وغیرہ کا نقشہ بنانا سکھایا جاتا ہے۔ مگر آخر میں مکمل نقشہ تیار کیا جاتا ہے۔ برماوش کے پہلے سبق

میں زیادہ تر نباتات کا عام نظارہ ہوتا ہے۔
سلولو پر حیوانات اور پرند وغیرہ کا لیکن ہولی اور
خاص کر دیوالی کی تصویروں میں مکمل نظارہ
رنگوں میں پیش کیا جاتا ہے۔

کھانا بنانے کے پانچ امتحان

اسی طرح سال میں پانچ بار۔
عورتیں کھانا بنا کر جس کو "بیا" یا "باٹنا" کہتے ہیں
بزرگ عورتوں کی خدمت میں پیش کرتی ہیں
اوّل چیت میں گنگور تیج پر۔ اس کے بعد جیٹھ
میں برماوش پر پھر ساون میں ہریالی تیج پر
پھر کاتک میں کروا چوتھ پر اور آخر بار ماگھ
میں سکٹ تیج یا کرچوتھ پر۔ ہندو مرد سال میں
ایک بار صرف ہولی کے دن اپنی بھونی ہوئی جو
کی بالیاں بزرگوں کو دے کر قدم لیتے ہیں۔ مگر
چونکہ لذیذ اور عمدہ غذا تیار کرنا خاص عورتوں کا فن
ہے۔ اس لئے اُن کو دو دو یا تین تین مہینے کے وقفہ
سے اس کے تیوہار منانے کی ضرورت پیدا ہوئی۔
ان موقعوں پر وہ سہاگ کی دیبی یعنی گوریا پاربتی کی
پرستش کرتی ہیں۔ اور بزرگوں کی خوشنودی مزاج

اور دعائیہ کلمات حاصل کر کے خود بھی دعا کرتی ہیں
بعض قوموں میں مکر کی سنکرانت کے روز چھٹی بار
"بیاہ" تیار کیا جاتا ہے +

گڑیوں کا کھیل

ہر بڑے تیوہار پر لڑکیاں گڑیوں کا تیوہار ایک یا دو
دن بعد علیحدہ کیا کرتی ہیں - جس کے انتظام
میں اُن کی ماں اور خاندان کی بزرگ عورتیں ہمیشہ
امداد دیتی ہیں اور سب رسمیں بتاتی رہتی ہیں -
اس سے کھیل ہی کھیل میں لڑکیاں تمام رسموں سے واقف
ہو کر فنون لطیفہ یعنی تصویر بنانا - گانا - بجانا - سینا
پرونا وغیرہ سب سیکھ جاتی ہیں - بعض اوقات
لڑکیاں گڑیوں کا بیاہ بھی کرتی ہیں - جس سے خود
ان کو شادی کی تمام رسمیں معلوم ہو جاتی ہیں -
اور ان کی ماں بہنوں کی یادداشت تازہ ہوتی رہتی
ہے +

ہندو مسلمانوں کے تیوہار وغیرہ

یہ بات نہایت دلچسپ
اور قابلِ غور ہے کہ ہندو اور مسلمان چونکہ
دونوں ایشائی قومیں ہیں اس لئے ان کی بہت

باتیں یکساں ہیں۔ مسلمان رمضان المبارک میں تیس۳۰ روزے رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی چوبیس ایکادشی اور باقی تیوہار مل کر تیس چالیس کے قریب برت ہو جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے برت ہر موسم اور مہینہ میں مختلف طور پر ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے روزے بھی چاند کی گردش کے باعث چھتیس ۳۶ سال کے عرصہ میں ہر موسم اور ہر مہینہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور دونوں قومیں یکساں نفس کشی کی کوشش کرتی ہیں۔ مسلمان عشرہ کے دس دن اور تیجہ کا ایک دن اور اس کے بعد ماہ صفر میں چہلم کا ایک دن یعنی کل بارہ روز اپنے مقدس امام اور ان کے اصحاب کی یادگار میں مخصوص کر دیتے ہیں۔ اور خواہ کوئی موسم ہو ہر قسم کی خیرات ضروری سمجھ کر پانی کی سبیل رکھتے ہیں اور غم و الم کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندو کنوار کے مہینہ میں پندرہ دن اور بھادوں کی پورنماشی کا ایک دن تمام مرحوم بزرگوں کے واسطے وقف کر کے بغرض اظہار غم نئے کپڑے بدلنا۔ حجامت بنوانا۔ نیا کام کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔ اور روزانہ ترپن اور شرادھ

کر کے اُن کی روحوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ ہندو
چھوٹے بڑے تیوہاروں پر میلے اور رام لیلا وغیرہ
کرکے چالیس پچاس بار مل لیتے ہیں۔ مسلمان
بھی سال کے باون جمعوں اور دونوں عیدوں
کے روز بڑی نماز میں شریک ہو کر اسی طرح ملاقات
حاصل کر لیتے ہیں +

دو سوال اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے
دو سوالوں کا جواب دینا ضروری ہے:

(اول) جاڑوں میں طاعون ہلاکت کا باعث ہوتا
ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اس کے متعلق کوئی تیوہار
نہیں ہوتا +

(دوم) جب یہ تیوہار زیادہ تر وباؤں سے بچنے
اور فصلوں میں کامیابی حاصل کرنے یا مہم فتح کرنے
کی خوشی اور انتظام کی غرض سے کئے جاتے ہیں۔
تو ہم کو اب کیا ضرورت ہے کہ ان کو منائیں۔
گورنمنٹ کی فیاضی نے جا بجا شفا خانے کھول دئے
ہیں۔ ہیلتھ افسر وبائی امراض کا خاص انتظام کرتے
ہیں اور چنگی نالیوں اور سڑکوں کو ہمیشہ صاف
رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ جنگل صاف ہو کر بستیاں

بن گئیں اور بستی چلی جاتی ہیں اور ہم لوگ شہروں
میں ہیں یہاں ان تہواروں کی کیا ضرورت باقی رہی؟

طاعون کا مرض

پہلے سوال کے متعلق یہ عرض ہے کہ میرے خیال
میں طاعون پہلے زمانہ میں ضرور ہوتا تھا۔ مگر متواتر
برسات اور گھنے جنگلوں کی تری کے باعث مہلک
نہ تھا۔ یہ اب بھی برسات میں بالکل جاتا رہتا ہے۔
اور ترائی کے مقامات پر نہیں ہوتا۔ طاعون جہانگیر
کے زمانہ میں آگرہ میں اور اورنگ زیب کے زمانہ
میں دکھن میں ہوا تھا۔ مگر زیادہ نہیں پھیل سکا۔
ان ہی جنگلوں کے باعث پہلے زمانہ میں یقیناً نہ
اس قدر سخت گرمی پڑتی تھی نہ سردی ؎

تہوار منانے کی ضرورت

دوسرا سوال گو بظاہر ضروری معلوم
ہے۔ لیکن درحقیقت بالکل ایسا ہی ہے جس طرح
کوئی کھانا پکانے کے بعد کہے۔ کہ میں گھر کا چولہا
کیوں نہ توڑ ڈالوں۔ اب اس کی ضرورت کیا ہے؟
کیونکہ اگر ہم چند لوگ شہر میں رہتے ہیں تو ہمارے
کروڑوں بھائی اب بھی دیہات میں زندگی بسر

کرتے ہیں ۔ جہاں چُنگی اور ہیلتھ افسر کے بجائے
جنگل کا دیو ہر دم سامنے رہتا ہے ۔ اس کے
علاوہ تاریخ دان اصحاب بخوبی جانتے ہیں ۔ کہ
تہذیب اور جہالت کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا ہے ۔ کبھی
ملک مہذب اور تعلیم یافتہ ہو گیا ۔ لیکن کچھ عرصہ
بعد تہذیب جاتی رہی اور بستی کے بجائے ویرانہ
اور آبادی کے بجائے جنگل ہو کر تمام زمین نے اپنی
اصلی صورت اختیار کر لی ۔ یہ حالت بار بار ہوتی
رہی ہے اور ہوتی رہے گی ۔ ہندوستان ویرانی کی
حالت میں نباتات اور گھنے جنگل کا خاص مسکن بنجاتا
ہے ۔ چنانچہ اشوک نے کلنگ دیش (اوڑیسہ) کو
فتح کر کے آبادی اور تہذیب میں ترقی کی لیکن کئی
سو برس کے بعد جب ایک چینی سیاح وہاں پہنچا ۔
تو اس کو ویران پایا ۔ کورو کشیتر کے قریب جہاں
مہا بھارت کی عظیم لڑائی ہوئی تھی ۔ اور جہاں ایک
زمانہ میں کورو اور پانڈوں کا دارالسلطنت تھا ۔ ویرانہ
ہو کر نادر شاہ کے حملے سے بہت پہلے بڑا جنگل ہو
گیا جو انیسویں صدی کے شروع تک موجود تھا ۔
اس لئے ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے ۔ کہ اس موجودہ

تہذیب کا کب خاتمہ ہو جائے۔ اور ہم کو یا ہماری
اولاد کو ان قدیمی آفتوں سے کب مقابلہ کرنا پڑے
لہذا ان ہزارہا سال کے آزمودہ طریقوں کو جن کی
بدولت ہماری جانیں ہمیشہ خطرہ سے بچتی رہی ہیں۔
چھوڑ بیٹھنا گویا اپنی اولاد کو تباہی اور موت کے حوالہ
کر دینا ہے اور بزرگوں کے جو احسانات ہم پر نسلاً
بعد نسل" چلے آرہے ہیں۔ اُن سے آنے والی نسلوں
کو محروم کرکے تمام قوم اور ملک کو ہلاکت میں ڈالنا ہے
اس لئے خاص کر اس زمانہ میں جبکہ زمین کی قیمت
اور کاشتکاری کی قدر پہلے سے بیس گنی بڑھ گئی ہے
ہمارا فرض ہے کہ جو رسمیں ہم تک پہنچی ہیں۔ اُن
کی خوبی سمجھ کر اور حتی المقدور ترقی پر پہنچا کر اپنے
وارثوں کے واسطے چھوڑ جائیں۔ مثلاً اگر ممکن ہو۔
تو عورتوں کی تصویرکشی اور موسیقی میں ترقی کی
کوشش کریں۔ یا مختلف میلوں کو جو ہر بڑے
تیوہار پر ہوتے ہیں باقاعدہ کرکے مفید بنائیں۔ اور
رسموں کی ناشائستگی (مثلاً فحش راگ گانا۔ اینٹ۔
پتھر یا کیچڑ پھینکنا۔ یا جوا کھیل کر تباہ ہونا) دور
کرلے کی کوشش کریں اور عُلمائے فضلا کو فکر معاش

سے آزاد کر کے مزید تحقیقات کا موقع دیں۔
اسی طرح لوگوں کو کچھ عرصہ تک برابر سمجھانے
اور راہ راست پر لانے سے معلوم ہوگا۔ کہ
ملک سے جہالت دور ہوتی جاتی ہے۔ اور ان
ہی تہواروں کی بدولت وہ نہایت تیزی سے
ترقی کے راستہ پر پہنچ رہا ہے ؀

تہواروں کا تاریخی پہلو

ناظرین! تہواروں کی جغرافیائی کیفیت کے
ساتھ اگر آپ تاریخی پہلو پر بھی غور فرمائیں تو
آپ کی دلچسپی دو بالا ہو جائے گی۔ ہماری
عورتیں قریب ہر بڑے تہوار پر
ایک نہ ایک کہانی ضرور کہتی ہیں۔ اگرچہ وہ
اس وقت کوئی اچھی صورت نہیں اختیار کئے ہوئے
ہیں۔ لیکن پھر بھی ان سے کچھ نہ کچھ پتہ لگ جاتا ہے
کہ تہواروں کی ابتدا کس طرح ہوئی اور اس کے ساتھ
ہی ان گذشتہ نسلوں کا بھی کسی قدر حال معلوم ہو
جاتا ہے جو مختلف تہذیب کے زمانوں میں ان
سے مختلف طریقوں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں
فقط ؀

مطبع عام مدرسہ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام مینجر چھپی

ہندو تیوہاروں کے تاریخی حالات

مسمّی بہ

ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

اس کتاب میں تقریباً ایک سو پچاس نہایت دلچسپ مضامین ہیں۔ چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۸/

(۱) سلونو اور علاؤالدین خلجی۔
(۲) رکھ پنچمی۔
(۳) فیروز تغلق۔ ڈاکٹر ہملٹن اور راجپوت
(۴) اننت چودس کی ابتداء اور جہالت کا تہذیب پر اثر
(۵) مہالکشمی اشٹمک
(۶) سیتا یا سواستک کراس یا صلیب
(۷) گوپا اشٹمی۔
(۸) اکشے نومی۔
(۹) مارگسری ایکادشی۔
(۱۰) ہندوؤں کا بڑا دن۔
(۱۱) سکنگین اور شوراتری کی ابتدا
(۱۲) ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت کا لب لباب۔
(۱۳) تیوہاروں کی وجہ۔
(۱۴) ہماری ضروریات کے لحاظ سے تیوہاروں کی تقسیم۔
(۱۵) کئی سال بعد آنے والے برت اور تیوہار۔
(۱۶) گورنمنٹ آف انڈیا اور ہندوستان کی تقسیم
(۱۷) سری رامچندر اور سری کرشن مہاراج کی زندگی اور جنگ یورپ
(۱۸) تیوہاروں کے تاریخی اصول
(۱۹) تناسخ کی اصلیت اور تیوہار۔
(۲۰) ہندوؤں کی قدیم تاریخ۔

المشتہر

منشی رگھوناتھ پرشاد گور۔ لکھنؤ